Christ and Civilization

کیوں کہ اگر ہم جسم میں چلتے ہیں تو ہم جسم کے طور پر لڑتے بھی ہیں ۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں ۔ بلکہ ہم خدا کی طرف سے قادر ہیں کہ قلعوں کو ڈھادیں ۔ہم تصوروں کو ڈھا دیتے ہیں ۔ بلکہ اِک بھلائی کو جو خدا کی پہچان ہیں ۔اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی ہیں ۔ بلکہ خدا کی طرف سے قادر ہیں ۔تو ہم ہر ایک دشمن کو قید کر کے مسیح کے تابع بنا دیتے ہیں ۔ہم تیار ہیں کہ جب آپ کی فرمانبرداری پوری ہو تو ہم ہر طرح کی فرمانبرداری کا بدلہ لیں ۔

نمبر 3 ۔حق تصنیف 20003 جان ڈبلیو روبنز پوسٹ آفس بکس نمبر 68 یونیکوئی

ٹینسی 37692 ۔جنوری فروری 1983

ای میل: tjtriniyfound@oal.com

ویب سائٹ: www.trinityfoundation.com

ٹیلی فون: 4237430199 ۔فیکس ۔ 4237432005

یسوع المسیح اور تہذیب

جان ،ڈبلیو روبنز

ہر 25 دسمبر اور 7 جنوری کو پوری دنیا میں قریباً 2 ارب لوگوں نے کرسمس منائی ہے ۔ یہ تقریب دوہرطنزیہ اور مضحکہ خیز ہے ۔ یہ تاریخیں اُس کا جنم دن نہیں ہیں اور بہت سارے جو اس تقریب کو مناتے ہیں بھول چکے ہیں یا یوں کہیں کہ انہوں نے کبھی یہ سیکھا ہی نہیں کہ مسیح کی پیدائش کا کیا مطلب ہے ؟ سب سے زیادہ جوشیلی اور جذبوں سے بھرپور کرسمس منانے والی ایک خاتون جو عقیدے کے لحاظ سے (دہریے)یعنی کسی طرح بھی خدا پر ایمان نہیں لاتی تھی وہ کرسمس کی روایات یعنی رنگ برنگی سجاوٹیں ،خوش کُن ،خوشبوئیں ،دل کو مسحور کر دینے والے گیت ، خوب جی بھر کر کھانا پینا ،بچوں کے مسکراتے ہوئے چہرے ،تحفوں کا تبادلہ اور ایک دوسرے کے لیئے خیر سگالی کے جذبات تاہم یہ ہوائی یا خواب وخیال کی طرح کے جذبات تھے ۔وہ بھی سینکڑوں عقیدت مندوں کی طرح کرسمس (ولادت مسیح) کی عقیدت مند یا فدائی ہے لیکن یسوع المسیح کی شاگردہ نہیں ہے ۔

لاکھوں کروڑوں چرچ جانے والے مومنین میری واقف غیر ایمان والی خاتون کی طرح نہیں بلکہ کرسمس کے موقع پر پائی جانے والی اشیاء کو مذہبی مفہوم میں بیان کرتے ہیں ۔اور ان رسومات کو مذہبی احساس کے ساتھ مناتے ہیں وہ بڑے گرجا گھروں میں جانا ،کوائر کو سننا ،کلام کے واعظ کو سننا ، رسومات کو ادا کرنا ، کاہنوں کی صدارت میں جلسے جلوسوں میں شرکت کرنا وغیرہمیں وہ حیرانی اور خدا کے جلال کے خوف کی احساسیت کو پاتے اور تلاش کرتے ہیں ۔اور ان کو لگتا ہے کہ یہ احساسات کسی نہ کسی طرح مسیحی ہیں حالانکہ وہ چرچ جانے والے مومنین تو اُس غیر عقیدے والی خاتون سے بھی زیادہ گمراہ ہیں ۔

یسوع المسیح کے متعلق اتنی گہری لاعلمی ۔ جو دراصل لاعلمی لگتی اور محسوس ہی نہیں ہوتی ہے ۔ یہ ابدی یا ازلی تناسب کی لاعلمی ہے ۔ کیونکہ خداوند کی زندگی ۔آپ کی پیدائش ۔زندگی ۔موت اور جلالی جی اُٹھنا صرف انسانی تاریخ میں اہم ہے بلکہ یہ اس طرح بھی بہت زیادہ اہم بن جاتے ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ وہ آسمان پر جانے کا واحد ذریعہ ہیں ، دراصل اگر خداوند آسمان (بہشت) جانے کا واحد راستہ نہیں ہیں تو پھر آپکی زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۔خداوند کی مبارک زندگی یہی تو ہے جس سے ہم ساری زندگی یعنی دنیا کی تاریخ کو ماپتے ہیں ۔اور دنیا کی تاریخ بالخصوص یورپ یا مغربی تہذیب اور پھر خصوصاً امریکہ کی تاریخ کو مسیحیت کی تاریخ کو سمجھے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا ۔

2000 ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرا ہے خداوند یسوع بیت اُلحم میں پیدا ہوئے۔ اور ٹھیک اُسی وقت سے دنیا تبدیل ہوگئی۔ خداوند یسوع یہودیہ کے علاقوں میں سے ایک تھا۔ صرف 33 سال کی عمر پائی آج کے جدید معیار کے مطابق آپ نوجوان تھے۔ آپ نے 3 سال تبلیغ فرمائی۔ ایک مختصر سا عرصہ کی خدمت اور اپنی اذیت، اور مقامی یہودی گروہ کی درخواست پر سزائے موت پانے۔ جو ہیکل کے مذہبی عقائد اور رہنما کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا۔ اور اس وقت کے رومن حکومت کے حکمرانوں کی وجہ سے بھی ہوا۔ اگر تو خداوند عام آدمی ہوتے تو آپ کی موت پر ہی آپ کا ذکر ختم ہو جاتا۔ کبھی کوئی غور نہ کرتا۔ زیادہ سے زیادہ آپ اُس وقت کی ظالم حکمرانوں روم کے شمارات میں ایک ہوئے۔

لیکن خداوند عام انسان ہوئے سے کئی گنا دُور اور بہتر تھے۔ آپ پاک تثلیث کے دوسرے اقنوم تھے اور ہیں کلمہ مجسم۔ خدا کی حکمت اور وجہ تخلیق کائنات۔ آپ کی موت کے تین دن بعد دراصل۔ ایسے مذہبی تجربات حاصل کرنے والے چرچ جانے والے مومنین قریباً کٹر یا راسخ العقیدہ لوگوں کی طرح اپنے جذبات کی وجہ سے راستہ بھٹک گئے ہیں۔ اُن کو اپنی اندھی آنکھوں سے پردہ ہٹا لینا چاہیئے۔ اس سے پہلے کہ وہ دوسروں کی آنکھ سے شہتیر دور کریں۔

موت کی تین دن بعد آپ اپنے محافظوں والے قبر سے باہر نکل آئے۔ جیسے آپ نے پیشن گوئی کی تھی۔ دنیا کی سلطنت نے سب سے بُرا آپ کے ساتھ کیا لیکن پھر بھی ناکام ہوگئی۔ خداوند یسوع زندہ تھا اور دوبارہ مرنے کو نہ تھا۔

ان الفاظ میں خدا دانیال نبی کے ذریعے خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت کی پیشن گوئی کرتا ہے۔ یسوع المسیح ہی وہ پتھر اور چٹان ہیں جو بڑی مورت کو مٹی میں ملا دے گے۔ جسے ہوا اُڑا لے جائے گی یہ مورت دنیا کی سلطنت کو ظاہر کرتی ہے۔ گذشتہ دو ہزار سال سے یہ پتھر مسلسل بڑھ رہا ہے بعض اوقات بغیر سمجھے بعض اوقات نظر آتے ہوئے لیکن ہمیشہ جیسے چھپایا نہیں جا سکتا مسیحیت نے جن معاشروں میں قدم رکھا ہے وہاں کے اداروں تہذیبوں کو بالکل تبدیل کر دیا ہے۔ اور جو سامنے آیا ہے اُس کو نئی تہذیب کے طور پر بیان کیا ہے:

''دنیا جس میں یسوع داخل ہوا:

موزوں کے متعلق اگر ہم غور کریں تو امریکی عوام ایک اس رومانوی اور خیالی تصور جو اہل روم اور اہل یونان رکھتے تھے بطور پُر امن خوشگوار اور آزاد معاشرے کا تصور امریکہ والے ان دوملکوں کے معاشروں کو اپنا نمونہ جانتے ہیں۔ ہم یہاں کے بتوتوں کے عروج والے منظر اور پھر اُن کے کھنڈرات کو دیکھتے ہیں۔ ہم فلاسفے کے ماہرین کے بحث کو سنتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں۔ ہم قیصر بادشاہ کی تباہی کو بھی پڑھتے ہیں۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایتھین (Athens) روشنی اور جموریت کا نمونہ تھا۔ روم انصاف اور قانون فلسفہ دان اور ریاستی حکمران غرض روایات کی تمام کہانیاں اِن دوملکوں کی طرف جاتی ہے۔ کہ ہم نے آزادی اور خوشحالی اور تہذیب ان کی وجہ سے پائی ہے۔

دی ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں عام طور پر ہائی سکول کے پڑھنے والے بچوں کو یوں مخاطب ہے۔

لیکن اگلے ہی جملے میں اس سارے دعوے کی تردید ہو جاتی ہے جو سچ کے قریب ہے۔

''روم گلے ظلم اور لالچ کی وجہ سے بہت بڑی مصیبت پیدا ہوئی طاقت کے استعمال سے موت اور سختی پیدا ہوئی۔ روم تو منادی کی سلطنت تھی نہ کہ انصاف کی اور یہ تو فتوحات جو اس کی فوجوں نے ذہین جونیلوں کی قیادت میں لڑی

کی وجہ سے پھیلی پھولی۔ اور یہ تو رومن خداؤں کے خوف سے اکھٹی رہی۔ اس نے کسی قسم کی حکم عدولی برداشت نہ کی اور امن تو بڑی دور کی بات تھی حتیٰ کے اپنی تاریخ کے عروج پر خداوند یسوع مسیح کے بعد پہلی اور دوسری صدی میں جسے پاکسہ رومانہ زمانے کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ ایک لاوی مورخ جو رومی بھی تھا کے الفاظ میں۔

اب اگر غور کریں تو مغربی تہذیبوں نے روم اور یونان سے جو ثقافتی ادھار لیا ہے اُس میں بڑھی مبالغہ آرائی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی آمدِ ثانی کے اثر کو سمجھنے کے لیے کلاسیکی کی دنیا کو سمجھنا ہوگا۔

کلاسیکی کی مذہب:۔

یونان اور روم بے مذہب ریاستیں نہیں تھی بلکہ وہ مذہب میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ اُس وقت مقدس اور دنیادار میں کوئی خاص فرق نہیں تھا یہ تو بہت دیر بعد مسیحوں کا تصور بن کر اُبھر اور ایتھنز میں پولوس کی آمد پر اُسے پتہ چلا کہ اس شہر والوں نے اسے (شہر کو) بتوں کے حوالے کر دیا تھا۔

(اعمال 6,17)

خواب شگون بدروحیں ظہور اور بری آنکھ کا نقصان کا ذریعہ بھی تھی اور رہنمائی کا بھی ذریعہ تھی ۔

قدیم زمانے میں بہت بڑی تعداد میں انسان ایسے گرہوں میں کام کرتے تھے جس میں کوئی لکھی پڑھی معاشی سہولیات نہیں تھی اور جس میں ریاستوں میں ایسے گرہوں کو عوامی تفریح کے لیے لوٹ مار کرنے کے لیے اغوا کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی۔

(ایم آئی فن لے قدیم تاریخ نیویارک 1987ء 70 تا 71)

علم فلکیات ایک سائنس تھی۔ اور اعلیٰ تہذیب کا حصہ تھی جسے آج کے دور میں نفسیات عزت کا مقام پاتی ہے۔ بُت۔ تشبیات اور مقبرے ہر طرف عام تھے ۔ جانور کی قربانی کرنا ہر طرف مذہبی عبادت کا حصہ تھی۔ اس کے ساتھ تہواروں اور چھٹی کے دنوں میں بھی قربانی کی جاتی تھی ۔ روم میں اگر ایک ساتھ گنیں تو 109 دن چھٹی منائی جاتی تھی یہ عام بات تھی ۔ ہیکل میں جنسی بے راہ روی عام تھی ۔ یونان کا شہر **کورنتھ** جو مذہبی عقیدت کا مرکز تھا۔ وہ جنسی بد اخلاقی کا مترادف بن چکا تھا۔ اور کورنتھی بنایا کورنتھ کا شہری بننے سے مراد اس وقت کی قابل نفرت اور بد اخلاقی سے بھرپور بُرائی کا حصہ بنتا تھا۔ اور بت پرستی اور کافرانہ روم میں ہم جنس پرستی عام تھی اور اس کو تسلیم بھی کر لیا گیا تھا۔

یونان اور روم کے دیوی دیوتا ایسے آدمی اور عورتیں تھے جو زندگی سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ اُنہوں نے لڑائی کی۔ منصوبے باندھے جھوٹ بولا، شراب نوشی کی، زبردستی جنسی عمل کیا۔ اور اپنے بچوں سے بدفعلی کی۔ روم کے شہری 12 بڑے خدا اور ہزاروں چھوٹے دیوی دیوتاؤں کو مانتے تھے ۔ جو ابتدائی روم کے روح پرستی سے نکلے تھے یا پائے جاتے تھے ۔ ان کے دیوی دیوتاؤں میں جنگ، زرخیزی، محبت، فصل کی کٹائی، سفر، دروازے، اور ابدی زندگی کے خدا تھے ۔ ہر دیوی دیوتا کا اپنا اپنا خاص حلقہ یا اثر و رسوخ کا خالص علاقہ تھا۔ اپنا اپنا شعبہ تھا۔ اور اہل روم ایک خدا کو کراس کر کے دوسرے خدا کی پرستش نہیں کرتے تھے ۔ بلکہ سب دیوی یا خداؤں کی حالات کے مطابق پرستش کرتے تھے۔ روحوں کی جانشینی پر یقین رکھتے تھے ۔ جو انسان کی زندگی کی پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام عرصے تک نگہبانی کرتے تھے ۔ مثلاً جونولوسی آنو، کینڈل فیرا، اور کارمین ٹس پیدائش کے وقت مدد کرتے تھے ۔ اور صرف دیوتا ویجی ٹنس تھا جو پہلی رونے کی آواز کو پیدا کرتا تھا۔ کیونکہ بچے کو جھولے میں مدد کرتا تھا اور اس کی حفاظت کرتا تھا۔ جب اس رومن بچے کو بستر پر لٹایا جاتا تو کیوبا اس کی حفاظت کرتا تھا۔ **زرنیا** بچے کو ماں کا دودھ پینا سکھاتا ۔ **اڈوسا اور پوتی نا** چلنے کے دنوں میں بچے کے ساتھ ہوتے تھے ۔ **فیبی لَس** اس کو بولنا سکھاتا تھا۔ **سٹانی نس** کھڑے ہونے میں اور **ایبی اونا اور ایڈی اونا** گھر سے پہلی بار ارد گرد آنے جانے میں مدد کرتے تھے ۔ **کانی آس** اس بچے کو بات کرنے میں چست بناتا ۔ سینی نا اس کے احساسات کو گہرا کرتا۔ جبکہ والومنا اس کے ارادے کو مظبوط کرتا ۔ وڈوس اس کی روح اور جسم کو الگ کرتا تھا۔

قدیم دنیا میں خانقاہوں اور عبادت خانوں کے چکر لگانا اور وہاں زیارت کرنا عام بات تھی رومی مذہب میں علم فلکیات کے ساتھ ساتھ بدروحوں اور چڑیل اور بھوتوں کا عقیدہ بھی شامل تھے ۔ خواب میں روحانی الہام ہونا۔ پرندوں اور جانوروں کے ذریعے پیغام رسانی ہونا۔ جادو۔ تعویز گنڈہ، ٹونے، رہنماؤں، دیوی، دیوتا، پاک پانی، پاک مقبرے، پاک ہڈیاں، مقدس شہر، مقدس زیارتیں، مقدس ایام، خواب اور رُویا ہنشانیاں، پیشن گوئیاں انسانی اور جانوروں کی قربانیاں شفا کے معجزے، قدرت کے کرشمے، مردوں کی پوجا، بددعائیں، حاجات کے لیئے ڈیانا دیوی کی پُوجا، آسمان کی ملکہ، مانگنے والے کاہن

اور راہب، خود کو اذیت دینا، لوبان چڑھانا، گھنٹیاں کو اثر، اور ابدی زندگی کے گیت، رومی معاشرہ بہت مذہبی تھا۔ حتیٰ کہ 16 سولھویں صدی کے مسیحی تبدیلی نے اس کو بدل نہیں دیا۔

روم اور یونان کے مذاہب مسیحیت سے بہت مختلف تھے۔ اپنے بہت خداؤں یا یوں کہیں بہت سی بد روحوں یا بُرے دیوی دیوتاؤں کے سلسلے میں بلکہ اس لیئے بھی کہ ان غیر متعاقد مذاہب نے علم، سیکھنا، سمجھنا، اور پڑھانے کو بالکل اہمیت نہ دی۔ ان کے ہاں کوئی واعظ نہیں ہوتا تھا۔ پڑھنے کوئی مقدس کتاب نہیں۔ اور ماننے کیلئے کوئی عقیدہ نہیں تھا۔

"غیر اعتقاد کے مذاہب کے بنیادی نکات" ڈبلیو، ای، ایچ، کہتا ہے۔

اسی طرح کی غیر عقلی اور غیر دیانت والی روایت کا ایک نتیجہ پر بھی تھا وہاں مذہبی راست بازی مذہبی رویّے میں دیکھی جاتی تھی۔ عبادت گاہوں میں جانا، قربانیاں چڑھانا زیارت کرنا، راست بازی کے کام کرنا، اور راست ایمان رکھنے کی نسبت، ان سب میں یونانی مذہب۔

یونانی تہذیب کی عام اخلاقیات کی جھلک نظر آتی ہے اس میں انفرادیت پرستی کی حوصلہ شکنی ہوتی تھی۔ اس میں کسی معاشرے کا رکن ہونا، اور معاشرتی اقدار کی عزت کرنا کو زیادہ اہمیت دی جاتی تھی، یونان نے اس اقدار کو موت کے ساتھ زور دیا۔

تدریس، پڑھنا، اور تعلیم دینا یونان اور روم کاہنوں کا کام نہیں تھا بلکہ فلسفہ دانوں کا تھا۔ جو اس وقت کے رائج عقیدوں کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس کے برعکس مسیحت نے الٰہیات اخلاقیات اور علم کو کلیسیا کو سب کو مہیا کیا اور کیسیاء کے مشن میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اور مسیحی اعلیٰ طبقے کے فرقے کو نہیں بلکہ سب کو اس طرح کی تبلیغ کی گو بعد میں رومن کیتھولک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ جو رومن کیتھولک اور آرتھوڈکس مسیحی کلیساؤں کا شکار ہو گیا۔

پانچویں صدی سے کیتھولک مذہب نے تشبیہ، بت سازی، تصاویر، دیواری نقش سازی، وغیرہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور نیکی اور عزت کے قابل مذہبی قبیلہ کے لوگ تھے۔ اور عام مومنین نہیں اور یہی مذہبی قبیلہ ہی مسیحی اعلیٰ درجے کے لوگ تھے۔ لکھی یقیناً مسیحی نہیں تھا۔ لکھا۔

روم میں خدا کی بہت ساری قسموں کی وجہ سے کچھ مورخین نے غلطی سے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ روم میں مذہبی آزادی تھی۔ لیکن 12 میزوں کا حکم (450 خ س)۔ اس کے علاوہ مذہبی ایذا رسانی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ روم میں مذہبی آزادی بالکل نہیں تھی۔

یسوع مسیح کے بعد دوسری صدی میں ایک غیر متعقد قانون دان جولیس پاؤلس لکھتا ہے کہ اُس کے زمانے میں قانونی فرمان جاری ہوا۔ روم میں صرف ان مذاہب کو پرچار کی آزادی ہوگی جن کو ریاست اجازت نامہ جاری کرے گا۔ اور ان کی تصدیق کرے گا۔

دونوں یونانی پولی اس اور رومی سلطنت بھی تمام یا کلی نظریہ کے تحت چرچ جانے والے۔ کیونکہ قدیم کے ساتھ ساتھ زمانہ وسطیٰ کے غیر متعقد لوگ جو ریاست کا اعلیٰ طبقہ تھا۔ وہ دراصل روح ساز یا روح کی اذیت دینے والے تھے۔

سقراط کو بطور دہریہ یا غیر متعقد ہونے کی وجہ سے ہی قتل کیا گیا تھا۔ کیونکہ اُس پر الزام کہ وہ ایتھنز کے نوجوانوں کو یہاں کے دیوتاؤں پر ایمان لانے پر شک کرنا سکھاتا تھا۔ دوسرے فلسفہ دانوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہوا۔ سقراط کی وفات اور قتل کے سینکڑوں سال بعد ایتھنز کی جمہوریت میں پلینی چھوٹا۔

جوبی تھینا صوبے کو کمشنر اور ہائی طاقت کا ملک تھا۔ نے شہنشاہ ٹراجان کو (111 خ س) میں خط لکھا۔ اس کے متن میں روم کے مذہبی جنونیوں کو اور انصاف کی کمی کے نظام کو دونوں کو پیش کیا ہے۔

یہی وہ منصوبہ ہے جو میں نے اختیار کیا ہے کہ اُن مسیحیوں کو جب میرے پاس لایا جائے گا۔ میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ خواہ وہ مسیحی ہیں اگر کہتے ہیں کہ "ہاں" تو میں اس سے جھڑکی دھمکی اور خطرات کو 2 یا 3 بار دہراؤں گا کہ وہ جیل بھی جا سکتے ہیں۔ کیونکہ میرا ایمان ہے کہ خواہ وہ کوئی بھی عقیدے پر ایمان لائیں کوئی بھی جرم کریں۔ اُن کی ضد اور ان کے ضدی پن کو سزا ضرور ملے۔

روم میں ثابت قدمی کے جرم کونا قابل یقین اور نا قابل کنٹرول قید یا اسیری میں ڈالنا تھا۔پلینی وضاحت سے بیان کرتا ہے کہ اس کی رعایا کو کیا کرنا پڑتا تھا تا کہ وہ اپنی آزادی کو برقرار رکھیں۔اُن لوگوں نے جنہوں نے مسیحی ہونے سے انکار کر دیا۔اور دیوتاؤں کو مدد کیلئے پُکارا۔

یہ عام بات تھی میرے پیچھے پیچھے کلمہ کہنا،اور وہ جولوبان چڑھاتے اور دیوتا کی مورت کے سامنے شراب نوشی کرتے تھے۔جن کو سامنے لانے کیلئے حکم دیا تھا۔دیوی دیوتاؤں کے بتوں کے ساتھ ساتھ ایسی ساری باتوں کیلئے جن کو تم نے ادا کرنا تھا۔کیونکہ اُنہوں نے خصوصی طور مسیح کے نام کیلئے بد دعا کرنی تھی۔کیونکہ جو سچے اور اصلی مسیحی ہیں وہ بالکل ایسا نہیں کریں گے۔

روم میں ایتھنز کی طرح، دیوتاؤں کی پوجا کے بغیر سزا سے نہیں بچ سکتے۔ایک حالت میں جب کچھ لوگوں نے اپنے بہت سارے ہمائیوں پر مسیحی ہونے کا الزام لگایا تو پلینی لکھتا ہے۔

کیونکہ نئی تو ہم (محبت) نہ صرف دیہاتوں بلکہ دیہاتی ضلعوں اور آزاد شہروں میں پھیل گئی ہے اور مجھے لگتا ہے اس روکا جا سکتا ہے اور اسے ٹھیک کیا جا سکتا ہے اور یہ شک سے بالاتر ہے کہ ہیکل جو غیر آباد ہو گئی تھی اب پوجا سے بھر چکی ہے اور وہ مقدس اسامات جو ختم ہو چکی تھی ان کی تجدید ہو رہی ہے اور جانوروں کی قربانی کا گوشت اب دوبارہ بہت زیادہ بکنے لگا گیا ہے۔پلینی یہ بیان کرتے ہوئے خوش ہے کہ قید اور اذیت کے نئے طریقے لوگوں کو خدا کی پوجا پر آمادہ تر رہے ہیں۔اور روم کی عبادت گاہوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور پوری تاریخ کے دوران جبر کے ذریعے لوگوں کو گر جا گھر میں لے کر آنا حمایت حاصل کرتا رہا ہے اور رومن کیتھولک ریاست میں اس چیز کو بہت زیادہ پسند کیا جاتا تھا اس نے رومی سلطنت کی پرانی اذیتوں کو برقرار رکھا ہے تراجان کو خط لکھتے ہوئے خلیفی نیاس بات پر زور دیا ہے کہ جرم اور سزا ایں معافی ہو سکتی ہے۔

یسوع کے وقت میں شاہی عقیدہ ہی تھا اگتس بادشاہ کے دور میں شروع ہوا اور اس عقیدے نے روم کو باندھ دیا۔اگتس کے بعد 14 خ،س میں نائی برس بادشاہ بنا۔مندرجہ ذیل میں نائی برس کے خط میں سے کچھ باتیں بیان کی جارہی ہیں جو اس نے گاتھیوں شہر مجسٹریٹ کو لکھا اور اسے شاہی عقیدے مطابق رسامات ادا کرنے کو کہا۔

امن اور جنگ:۔

غیر ایمان والوں کی دینا بالکل امن والی نہیں تھی آتھینز جو عام طور پر یونانی ریاستوں میں پرامن قرار دیا جاتا تھا وہاں بھی ہر تین سال میں نے دو سال میں جنگ رہتی تھی خاص طور پر ایرانی جنگوں 338 قبل مسیح جب مقدونیہ کے فلپ کو شکست ہوئی اس کے بعد کی تین صدیاں بھی بدترین ہیں حتیٰ کے اس شہر نے کبھی بھی دس سال مسلسل امن کے نہیں گزارے لاوی ایک اور تاریخ دان لکھتا ہے کہ رومی تاریخ میں صرف بار امن ہوا ایک دفعہ تیری صدی کے وسط میں پیونک جنگ کے خاتمے پر اور سن تیس 30 قبل مسیح میں جب اگسٹس بادشاہ کلوپیٹرہ اور انتھی کو شکست دی جنگ اکرنا تو روم میں زندگی گزارنے کا انداز تھا۔افلاطون اپنی کتاب لاؤس میں اپنے شاگرد کلینی آس کو زبانی کہتا ہے۔

امن تو صرف ایک ظاہری علامت ہے درحقیقت تمام ریاستیں ایک دوسرے کے ساتھ غیر اعلانیہ جنگ میں شریک ہیں۔لیکن اپنی کتاب "مکالمے" میں افلاطون کہتا ہے کہ ایتھنز شہر میں فلسفہ دانوں جو شراب نوشی کرتے ہیں اور گھر گھر جا کر کھاتے پیتے ہیں شہر میں آوارہ پھرتے ہیں۔

''افلاطون کے مکالمے میں ایتھنز شہر کی واضح تصویر ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے جس میں ایک ایسی دینا ہے جہاں جوان اور خدا کی طرح کے مفکر یمن نجی گھروں میں ملتے ہیں گفتگو کرتے ہیں سماجی طور پر شراب نوشی کرتے ہیں علاقے کے پارکوں میں پھرتے ہیں۔اور ''پارس'' کے مقام رکھنے والے فلسفہ دانوں کے سنتے ہیں ادب کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں لیکن پھر بھی اس شہر میں زیادہ خون خرابہ ہی رہا جس میں قریباً آدھی آبادی مرگئی۔اور جس کی ایک وجہ شہر کا گندہ اور آلودہ نکاسی کا ماحول بھی تھا جس میں بہت زیادہ شہری خیمہ زین تھے۔پہلے پہل تو گرمیوں کے دوران اور پھر سارا سال میں رہائش رکھتے تھے۔شہر کی

کھلی اور مقدس فضلوں میں جس کو جہاں جگہ ملتی ڈیرہ ڈال لیتا ۔لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا ۔سفر کرنا خطرناک بھی تھا اور محدود بھی تھا اور پارس کے مقام پر جانا جو گندے ڈھیروں کا علاقہ تھا ۔ جو موجودہ دور کے کلکتہ کی طرح ہے ۔ جہاں آبادی اور گندہ بہت زیادہ ہیں ۔ جہاں تک روم کی بات ہے قریباً پچاس سال جو مقدونیہ کی جنگوں اور ''ہائی بائک'' جنگوں میں گزرے دس مفید سے زیادہ اطالوی مرد ہر سال بڑھتی جاتی تھی یہ پہلی صدی تک اتنی بڑھ گئی کہ ہر تین میں سے ایک مرد جنگ میں حصہ لیتا تھا ۔اور قدیم زمانوں میں بھی جنگوں میں ایسا ہوتا تھا ۔

نہ تو بہت زیادہ طاقت سے بھرے ہوئے رومی مارس میں اور نہ ہی کمزور یونان کے آرس علاقے میں تھوڑے بہت امن کا بھی مقابلہ نہ ہوا اور سکون کی فضا قائم نہ ہوئی ۔ ہمیشہ ایسا لگتا تھا کہ جنگ کے لیے خدائی طاقت موجود تھی بقول فن لے (68)

(دیوتاؤں نے اپنے نشانات اور روما کے ذریعے اپنے مقاصد کے لیے امن قائم کیا)

یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر چہ تو م اور یونان میں ہمیشہ جنگ رہتی تھی لیکن یہ جنگ وجدل کسی بھی فلسفے کا بیان اور حصہ نہیں تھی ''پاکس رومانہ'' جو پہلی دو مسیحی صدیوں میں لاگو تھا وہ بھی سلطنت کی جنگوں میں شامل تھا اور اس وجہ سے ستر 70 ہیں میں ہیکل کی میں یروشلیم تباہ ہوئی ۔جس میں قریباً دس سے بیس لوگ مارے گئے ۔

"معاشیات ،غلامی اور کام"

خداوند یسوع کے زمانے میں رومی اٹلی کی آبادی پچاس سے ساٹھ لاکھ تھی جو آزاد شہری تھے او رقریباً پانچ س دن لاکھ لوگ غلام تھے بہت سارے غلام رومی سلطنت کی کامینوں میں کام کرتے تھے بعض اوقات ایسے مزدوروں کو زمین کے نیچے کام کرنے پر مجبور کردیا جاتا تھا جس سے اکثر وہ مر بھی جاتے تھے ۔مزدوروں کو شادی کرنا منع تھی ۔ اور مزدوروں پر مالکوں کا اختیار کوئی حد نہیں رکھتا تھا خداوند یسوع کے زمانے میں روم کے حکمران بڑھے بڑھے زمیندار شریف لوگ امیر گھرانے اعلیٰ طبقے کے لوگ پرانی صدیوں کی ظالم نہ تھے لیکن رومی سلطنت ویسی کی ویسی ہی تھی ۔

ریاست کی فوجی فتوحات کی وجہ سے سینکڑوں غلام روم میں آ گئے ان غلاموں سے نہ صرف کام لیا جاتا بلکہ جنگلی جانوروں کے ساتھ خونی لڑائی لڑا کر تفریح بھی حاصل کی جاتی تھی ۔ اور ان طرح کے عوامی مقابلوں میں وہاں کے امیر لوگ بڑے شوق سے جاتے تھے ۔ اور یہ خون خرابے کی جاہلانہ لڑائی ان افسران کے دلوں میں درد دینے کے احساس کو ظاہر کرتی ہے ۔روم کے باشندیوں کو تفریح دیتے دیتے ہزاروں غلام مر جاتے یہ روم کی اعلیٰ طبقے کی ظلم وستم کو ظاہر کرتی ہے جو اس وقت بڑے شہروں میں شہنشاہ کی سرکاری سرگرمیوں کا حصہ ہوتے تھے ۔ان جنگلی لڑائیوں کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سارے ظلم کے کام ہوتے تھے ۔مثال کے طور **فلیمی نس** اپنے غلام کو مارے یا قتل کرنے کا حکم دیتا ہے ۔

ایک مہمان کو تجسس ہوتا ہے وِیڈی اس پولیو اپنی مچھلی کو اپنے غلام کے گوشت سے پالتا ہے ۔**اگسٹس** نے اپنے غلام کو جیل میں بند کردیا کیونکہ اس غلام نے اس کے پسندیدہ بیڑہ کھالیا تھا ۔صلیب پر مارنا ۔بوڑھے اور کمزور غلاموں کو مسلسل نائبر کے جزیرے پر اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ۔

غلامی صرف غیر مذہب والے روم ہی عام سرگرمی نہ تھی بلکہ یہ وہاں کا ایک نظریہ تھا یونانی فلسفہ دانوں افلاطون اور ارسطو نے غلامی کا تحفظ کیا ۔کیونکہ ان کے نزدیک ''غلامی'' یا غلام لوگ قدرتی طور پر ادنیٰ تھے ۔غلاموں ،عورتوں اور بچوں کی حیثیت نے ارسطو کے اس نظریہ کی حمایت کردی تھی ۔آزادی تو بالکل بھی غلاموں میں موجود نہیں ۔خواتین میں آزادی نا قابل عمل ہے اور بچوں میں تو یہ صلاحیت بیدار ہی نہیں ہوئی مسیحوں کے نزدیک تمام انسان برابر ہیں اور خدا کی شبیہ پر بنائے گئے ۔اور غیر مذاہب کے لوگوں کے نزدیک خدا کی عقل تو بالکل بھی نا قابل سمجھ ہے ۔مرے مفکر خواتین کی ایتھنز میں حالت زار پر لکھتا ہے ۔

ایک ایسا معاشرہ جہاں غلامی اہم کردار ادا کرتی ہے اور بت پرستی اور سستی ایک خوبی مانی جاتی ہو ۔ ایسا تو جنوبی امریکہ میں ہی تھا ۔اور ایسا روم میں بھی تھا ۔روم

والے مزدوری اور کام کو بہت ہی برا اور قابل نفرت خیال رکھتے تھے۔ ہاتھوں سے کام کرنے والے بالکل بیکار۔ بنیادی اور معاشرتی طور پر ادنی طبقے سے تعلق رکھتے تھے تمام آزاد آدمی فنکار اور دکاندار تھے۔ اور باقی سب کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

ارسطو لکھتا ہے

''جو مزدوری کی زندگی گزارتا ہے کوئی نیکی نہیں کرسکتا''

ایک قابل قدر ڈی موس تھن اپنے آپ کو ایتھنز قانونی کونسل کے سامنے اپنا دفاع کرتا ہے۔ اس طرح **دلیل** پیش کرتا ہے۔ اس معاملے میں ڈی موس تھن اپنی **دلیل** میں کامیاب ہوگیا ہے۔ سینی کا ایک استاد اور بعد میں نیرو بادشاہ کا شکار بن گیا۔ نے لکھا۔

عظیم رومی سیٹیر سسرو یقین رکھتا تھا۔ کہ مزدوری کر کے پیسہ کمانہ کسی بھی آزاد آدمی کیلئے بہت خوار کام تھا۔ کیونکہ اجرت مزدوری کا انعام تھی۔ جو کوئی فن نہیں تھا۔ اور اجرت کا فن کاروباری تھا۔ اس معاشرے میں جہاں غلامی کا راج ہو۔ وہاں رقم کا نظام بالکل نہیں چل سکتا۔

قیصر بادت کا پرانے معاشرتی نظام پر بہت زیادہ ضبط تھا۔ اور بڑے بڑے مفکرین کہتے ہیں کہ جہاں پر معاشی نظام کنڑول کرلیا جائے وہاں ریاست کو اختیار ہے کہ وہ اس کو کنڑول کرلے۔

سپارٹا کے آئین کا کچھ حصہ یہ تھا کہ وہاں کی معاشیات کو قبضے میں کیا جائے۔ ایتھنز میں چاندی کی غاریں تھیں۔ اکنامس کا تعلق جو تیسری صدی قبل مسیح ارسطو سے جوڑا جاتا ہے کہ کس طرح اس وقت لوگوں نے لوٹ مار سے پیسہ اکھٹا کیا۔

اس کتاب میں لکھا ہے کہ ہر قسم کی نجی پراپرٹی ریاست کی ملکیت تھی۔ ہاسی بروک اپنی کتاب تجارت اور سیاست پرانے یونان میں'' کہ پولس کے مقام پر معاشی سرگرمی کو کنڑول کرنا بربریت تھی۔ روم کے معاملے میں'' نجی ملکیتوں اور دیہاتی زمینوں کو سپاہی فراہم کرنا غیر عام مشق تھی۔ حتی کہ۔ تمام۔

بجٹ کو کنٹرول کرنے کے لئے غلاموں کی نسلیں تیل مہیا کرنے والے قصاب، مچھلیاں پکڑنے والے گورنمنٹ کے چھوٹے چھوٹے **ملازم** ٹیکس کی سطح برابرا کرنے کے لئے مدتوں کام کرتے تھے یہ بالکل **وڈیرے** نظام کا آغاز تھا۔ ''فستن ڈی کولانگ'' نے اس طرح بات کی ''پرانے زمانے کے لوگوں کو ذاتی زندگی کے معاشی نظام میں اور مزہبی زندگی میں کوئی آزادی نہیں تھی۔ **زندگی اور موت: قدیم دنیا میں چھوٹے بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے** مار دنیا۔ قتل کرنا، خودکشی کرنا، قانونی اور عام بات تھی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ یسوع مسیح کی پیدائش پر یہودیوں میں ہیرودیس بادشاہ نے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا جو بیت الحم اور دو سال سے کم تھے۔ رومی خاندان کا سربراہ زندگی اور **موت** کا اختیار رکھتا تھا بچوں اور غلاموں پر بھی۔ بچوں کی پیدائش پر دائی بچوں کو زمین پر رکھ دیتی اور والد کی مرضی ہوتی تو اٹھالیتا اور اگر نہ اٹھاتا تو **بچے** کو کسی عوامی جگہ پر مرے کے لئے چھوردیا جاتا۔

ان غیر ایمان والے لوگوں نے بچوں کو غیر عوامی جگہ پر اس لئے چھوڑتے تھے جس کی بہت زیادہ وجوہات تھی۔ مثلاً غربت امیر بننے کا شوق زندگی کا معیار بنانے کی فکر کیوں کے اس طرح ادنیٰ تعلیم جو غیر معیاری تھی نہیں دلوانا چاہتے تھے جس اک ان کی زندگی میں کوئی فائدہ نہ تھا۔

''ابتدائی مسیحیوں نے غیر قوموں کے بہت سے بچوں کو بچالیا اور کافر بھی بہت سے بچوں کو بچانے میں کامیاب ہوگئے جو بعد میں بڑے ہو کر غلام اور جسم فروش بن جاتے۔ اگر کوئی بچہ معذور پیدا ہوتا اُس کو فوری طور پر مار دیا جا بچوں کا قتل عام اُن کی عام سرگرمی نہیں بلکہ مذہبی عقیدہ بھی تھا۔ ارسطو اور افلاطون نے بچوں کی نسل کی حمایت کی ہے ''سیریکا'' اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ ''جو اچھا ہے اسے بچالینا چاہیے اُن میں سے جو اچھا نہیں ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں'' رومی کتاب کے مطابق جب تک باپ زندہ ہوتا ہے۔ اُسے بچوں پر مکمل اختیار ہوتا ایک بالغ رومیہ آدمی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا تھا جب کہ اُس کا باپ اُس کو جیل میں بھیج سکتا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ مافیا طبقے کی جڑیں روم کے بزرگوں سے ملتی ہیں۔ پرانے بت پرست مذہبوں اور مسیحیت میں زندگی اور **موت** کے معاملات میں واضح فرق ہے۔

لکی اپنی کتاب یورپ کی اخلاقیات کی تعلیم میں لکھتا ہے۔ ''مسیحیت نے اپنا پہلو جو دنیا کو دکھایا وہ خداوند میں بھائی چارہ ہے کہ وہ غیر فانی انسان بن گئے خوشی

کے لئے اور مصیبتوں کو برداشت کرنے والے بن گئے اور اپنے معاشروں کو بچانے کے لئے ایک دوسرے کے اتحادی بن گئے۔

ایک مسیحی کی پہلی خوبی یہ تھی کہ وہ دوسرے انسان کو مقدس اور نیک سمجھے اور اس نظریے سے مسیحیوں کا زندگی کی طرف پاکیزگی کا نظریہ نظر آتا ہے۔''

یہ فطرت کے قانون نہیں ہیں جو اخلاقیات اور انسانی رویوں کو تشکیل دیتے ہے، قدرت انسان کو یہ نہیں بتاتی کہ وہ اپنے بھائی کو بغیر وجہ کیوں تکلیف دے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو تمام معاملات سے بالاتر ہیں اور حتیٰ کہ اخلاقیات سے بھی کہ کوئی معاشروں میں انسان کا قربان کیا جانا جانوروں کی قربانی سے کم تھا۔ مثال کے طور پر یونانیوں نے غیر مذہب کے لوگوں کے ساتھ رومیوں نے جانووروں سے لڑنے والے سے اور بعض اوقات غلاموں کے ساتھ اہل سپین نے انڈیا کے لوگوں کے ساتھ اور تمام نوآبادیاتی حاکموں نے اپنے سے چھوٹی نسل کے لوگوں کے ساتھ ہمیشہ بر اسلوک کیا۔ فطرت کے قانون کی نسبت مسیحیت نے پرانے رواج کو ختم کر دیا۔

اب مسیحیت میں یہ اہم خدمات میں سے ایک تھی۔ کہ اب زندگی کو گناہ اور لطف میں اور انسانی راحت کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ایک نیا مقام قائم کیا گیا ہے جو موجودہ زندگی میں پایا جاتا ہے۔ اگر کہیں تو مسیحیت کا اثر ور سوراخ انسانی زندگی کے ابتدائی مراحل سے ہی پایا جاتا ہے۔

بچے کو پیدائش سے پہلے مار دینا یا استعاط حمل کروانے کو پرانے عہدنامے میں بہت کم لوگ تھے جنھوں نے اس کو رد کیا اور اسکی مذاحمت کی تھی۔ یونان میں ارسطو نے نہ صرف اس عمل کو جاری رکھا بلکہ خواہش بھی ظاہر کی کہ اس طرح کا قانون بنا دیا جائے۔ جب آبادی ایک خاص حدود سے اُوپر ہو جائے تو بچوں کو پیدا ہونے سے پہلے مار دیا جائے۔ اُس زمانے میں روم اور یونان کا قانون اور کسے علاقے میں اس تجویز کو رد کرنے کی بات نہیں کرتا۔ غیر مسیحی اور مسیحی لکھاریوں کی ایک لمبی قطار جو اُس وقت کے اُس عمل کو دیکھتی تھی جو عالم گیر مسئلہ بن گئی تھی اُن کے مطابق پیدائش سے پہلے بچوں کو ماردینا صرف غربت کی وجہ نہ تھی بلکہ ماؤں کا خوب بھی تھا کہ بچے کی پیدائش سے پہلے جسمانی حالت میں تبدیلی آجائے گی یہ ایک غرور بھی تھا۔ اور یہ جرم اتنا مقبول ہوا کہ باقاعدہ ایک پیشہ بن گیا۔

اس سے اگے اگر ہم زندگی کی دوسری حالت یعنی بچے کی پیدائش پر غور کریں تو اس وقت شیر خوار بچے کی نسل کشی اس قدیم تہذیب میں بدنما داغ کی طرح موجود تھی۔ جس سے وہ بعض اوقات اپنی خوشی کا اصول بے ضابطہ بتاتے تھے۔

یہ افلاطون اور ارسطو کے خیالایاتی قانون میں موجود تھا اور ''لائی کرگس'' اور ''سالون'' کے حقیقی قوانین میں موجود تھا۔ (گلی 9 تا 11)

یسوع مسیح کی پیدائش پر عوامی احتجاج کو بہت بُرا سمجھا جاتا تھا۔ لیکن خودکشی کرنا نیکی تھی۔ خودکشی کو تسلیم کیا جاتا تھا اور اُس کی تعریف کی جاتی تھی لوگ کہتے تھے کہ وہ کتنا بہادر تھا جس نے اپنی زندگی کی مشکلات ختم کرنے کے لئے اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ فلسفے والے بھی اُن کی تعریف کئے بغیر نہیں رہتے تھے کیوں کہ ایک فلسفہ کہتا ہے کہ بہت زیادہ وقت کی مقدار میں جینا تھوڑا عرصہ جینے اور عزت سے جینا بہت کم اہم ہے۔ (مرے 229)

قانون اور حکومت:۔

عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ روم نے ہی ہمیں انصاف کا نظام دیا ہے مگر یسوع کی پیدائش سے پہلے تو روم کا انصاف بہت بدتر تھا یہاں یہ رواج تھا کہ روم جیسے ظالم اور مکار معاشرے میں طاقت ور کو تحفظ حاصل ہوتا تھا اور اس میں بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ غریب اور کمزور شخص عدالت جا کر بھی انصاف نہیں پاتا تھا۔

''ویانی'' رومی قانون کی یہ مثال قائم کرتا ہے۔ فرض کریں میرے پاس اس دنیا میں صرف ایک خطہ زمین ہے یا زمین کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور ایک طاقت ور ہمسایہ میری جائیداد پر قبضہ کر لیتا ہے۔ وہ اپنے غلاموں کی فوج لے کر میری زمین پر آجاتا ہے میرے غلاموں کو جو میرا دفاع کرتے ہیں اُن کو مار دیتا ہے اور مجھے ڈنڈوں سے مارتا ہے اور زمین سے باہر نکال دیتا ہے۔ اور میری زمین پر قبضہ کر لیتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ آج کا جدید شہری کہتا ہے عدالت چلے

جاؤ تا کہ آپ کو انصاف ملے اور آپ حکمرانوں کو راضی کر سکیں کہ وہ آپ کی جائیداد واپس کروادیں ۔ ایک طرف تو میرے ہمسائے نے جو مجھ پر ظلم کیا ہے وہ ایک بہت بڑا ریاستی ظلم ہے یہ کہ کسی جرم کی سزا دینے سے حل نہیں ہوگا اور بقول ۔''پلینی الف'' یہ تو میرا اختیار ہے کہ میں اس بات کو یقینی بناؤ کہ میرا ظلن کرنے والا عدالت جاتا ہے یا نہیں دوسرے لفظوں میں کہ مجھے اس طرح کے بندے کو اپنی زمین میں سے باہر نکال پھنکا ہے ۔ اُس کی ذاتی فوج سے نکالنا ہے اُس کو گرفتا کروانا ہے اور ہتھکڑی لگا کر اپنی ذاتی جیل میں قیامت تک رکھنا ہے ۔ کہ یہ سب میری طاقت سے بالا ہے کہ اس طرح سے میرا معاملہ کبھی سنا جا ئے گا اگر کوئی مداعی اس طرح سے کامیاب ہو جاتا کہ اپنی فوج بنا کر اپنے دشمن کو پکڑتا اور اُسے عدالت میں پیش کرتا اور کیس جیت جاتا تب یہ میری مرضی تھی کہ میں اس بارے میں کیا رائے دیتا ہوں ۔ کہ اگر میں یہ دیکھوں کہ ایک جج اس قابل نہیں ہے کہ وہ ایک غریب کو اُس کی جائیداد واپس کروا سکے ۔ میں اُس کو اُس کی حالت پر چھوڑ دوں گا جج کہ میں اپنے ۔ میں اپنے دشمنوں کو پکڑلوں گا اور حقیقت میں ذاتی طور پر اُس کو عدالت کی طرف سے لگائی گئی سزا کو اُس پر لاگو کروں گا ۔لیکن ذرخیز چیزوں کو اپنے دشمنوں کو واپس کروں گا ۔ کیوں کے انہوں نے انصاف کے نظام کی طرف رجوع کیا ہے جو سماجی ظلم واستبداد پر سزا دیتا ہے ۔رومی قانون نا انصافی کا نظام بری ترتیب سے نظاماتی بدعنوانی کا حصہ ہے ایک رومی اعلیٰ فرد (یا معاشرے میں اثر ورسوخ) رکھنے والا آدمی یا مذہبی طور پر (روحانی باپ) آج کے معاشرے میں اعلیٰ افسروں کی طرح تھا ۔ جو اعلیٰ خدمت کے ذریعے امیر ے ترین ہوتا گیا اور اعلیٰ معیار تے تصورات کو حاصل کرنے کے لئے خود عوامی لائن میں نہیں لگتے تھے ۔ آج کی موجودہ مغربی عوام میں ایک اعلیٰ سطح کا افسر عمدہ مثال بن جاتا ہے لیکن روم میں ہر اعلیٰ افسر اپنے ماتحت افسروں کی چوری کرتا تھا ۔ کچھ ایسا ہی حال چائنہ اور ترکی کی ریاستوں میں ہوتا تھا جہاں ''بخشش'' عام اصول تھا ۔ ہر عوامی کام خرابی کا شکار تھا ۔ جو اس محکمے کے اعلیٰ افسران ہوتے تھے وہ اپنے ماتحتوں کے ذریعے سے خون نچوڑ لیتے تھے ۔ اس طرح مجموعی طور پر ساری آبادی کو نقصان پہچاتے تھے ۔ یہ حالات روم کے عروج اور زوال کے وقت یکساں طور پر موجود تھے ۔ حتیٰ کہ عوامی چھوٹے چھوٹے منصوبے اور ہنر مند افراد جیسے عدالتوں کے کلرک بڑے بڑے عہدیداروں کو بیچ دیئے جاتے ہیں ۔ کیوں کے ہر سرکاری سطح پر ملازمتوں کے حساب سے رزوت کی حد مقرر تھی جس کی وجہ سے دولت کی ریل پیل تھی کیوں کے میلیا کے اختیارات ہمیشہ غریب لوگوں پر سخت رہتے ۔ جس کی وجہ سے وہ اپنی عوام کے ٹیکس کو ہمیشہ کنٹرول میں رکھتے تھے ۔ حتیٰ کہ نامی گرامی رومی لچکر کے افسران بھی اس طرح کام کرتے تھے ۔ رومن مورخ ٹیسی ٹس کہتا ہے کہ سپاہی اپنی نوکری سے جان چھڑانے اور کام سے بھاگنے کے لئے اپنے افسران کو رشوت دیتے تھے ۔ اور قریبا ایک چوتھائی سپاہی کسی بھی فوج میں یا تھانے میں سے غائب رہتے تھے وہ تھانے کے ارد گرد یا اپنی حفاظتی مورچوں کے ارد گرد گھومتے رہتے تھے یہاں تک کہ کسے بھی افسر نے اُن کی ٹھکائی کرتے سپاہیوں کو جو رقم کی ضرورت پڑتی وہ چوری، ڈکیتی ، اور چوروں کے لوٹ مال سے حاصل کرتے تھے ۔ اگر کوئی سپاہی رشوت کے پیسے سے باقی تمام کی نسبت زیادہ امیر ہو جاتا تو اُس کے افسران اُس کو مارتے اور اُس پر کام کا اتنا بوجھ ڈال دیتے کہ وہ دوبارہ رشورت دے کر اپنی نوکری میں رعایت کروالیتا ۔

سسرو کہتا ہے کہ امیر ہونے کے لئے حکومتی طریقہ یہ تھا کہ اپنی نگرانی میں دیئے گئے صوبوں میں لوٹ مار سے تباہی مچادو ۔ اس طرح کے ناجائز کام کو ایمانداری سے کرنے پر سسرو بہت فخر محسوس کرتا تھا ۔ ایک صوبے میں ایک سال تک گورنر رہنے کے بعد وہ ایک لاکھ پتی انسان کے برابر دولت کمالیتا تھا جو اُس کے ہم عص لوگوں کے نزدیک بالکل کم تھی ۔

یسوع مسیح کے بعد کی دُنیا:۔

خداوند یسوع مسیح اُس بت پرستی اور بے ایمانی تہذیب میں پیدا ہوے ۔ جیسا کہ (یوحنا 18:36) میں آپ نے خود فرمایا کہ وہ دُنیا میں ہیں مگر اس دنیا کے نہیں ، آپ کی ذمہ داری ، اُصول وضوابط اور آپ کے اختیار کا منبع کہیں اور تھا ۔ آپ نے روم اور یونان میں بہت سے خداؤں کی نسبت یا برعکس ایک خدا کی پرستش کی بات کی ۔

(یوحنا 30،10) میں اور باپ ایک ہیں، غیر مذاہب کے گناہ آلودہ اور محدود دیوی اور دیوتاؤں کی طرح نہیں بلکہ آپ نے ایک پاک اور قادرِ مطلق خدا کو ظاہر کیا جو آسمان اور زمین کا خالق اور حکمران ہے۔ گناہ آلودہ دیوی دیوتاؤں کی نسبت جن کا ماضی جنسی بد اخلاقی، تشدد اور جہالت سے بھرپور تھا۔ یسوع نے ایسے خدا کی بات کی جو عقل رکھنے، منصوبے بنانے والا اور کام کرنے والا تھا۔

"میرا باپ اب بھی کام کرتا ہے اور میں بھی کام کرتا ہوں" (یوحنا 5: 17) آپ نے موسیٰ کے دس احکام کو تجدید کے ساتھ دہرایا۔ اُن کی وضاحت کی بت پرستی کو رد کر دیا، اُس کے ساتھ تشدد کو عبادت میں بت پرستی، ناپاک کرنے کو، والدین اور خدا کے دن کی عزت کرنے کو، قتل کرنے کو، ناجائز جنسی تعلقات قائم کرنے کو۔ چوری اور جھوٹ اور لالچ کو، رد کیا اور اُس کی مذمت کی (متی 7:) یہودی فقہ کے ماہرین کے پھیلائے ہوئے شریعت کے قوانین کی آپ نے دوبارہ تشریح اور تفسیر کی۔ آپ نے ایسی انجیل کی منادی کی جہاں نجات صرف

خدا پر ایمان لانے سے تھی۔ جو خود ہی روحانی طور پر آدمی اور معاشروں کو تبدیل کر سکتی ہے۔ غیر ایمان والے معاشروں میں جہاں سچائی کو حاصل کرنا ایک شخص کی ذاتی کوشش تک محدود ہے آپ نے فرمایا کہ خدا اپنی مہربانی سے انسان پر سچ کو آشکار کرتا ہے۔

خدا نے آدمیوں کو سچ عطا کرے گا۔ اور یہ الہامی سچ لکھا ہوا ہے۔ نہ صرف اشرفیہ کے لئے بلکہ سب کے لئے تاکہ وہ اُس کو جان سکیں۔ غیر اقوام کے نظریہ کاملیت اور ریاست میں سارے خداؤں کی لامحدود طاقت کے برعکس خداوند یسوع مسیح نے چرچ اور ریاست یعنی مذہب اور ریاست کو الگ کر کے اُن کو محدود کر دیا۔ آپ نے فرمایا "جو خدا کا ہے خدا کو اور جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو" (متی 22:21) اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ تو قیصر اور نہ کوئی عام یا خاص آدمی خدا کی طرح حاکم مطلق نہیں تھا۔ یسوع مسیح خود، راہ حق اور زندگی تھا۔ وہ اکیلا ہی خدا اور انسان کے درمیان درمیانی ہے (یوحنا 6:14) 1 تیموتاؤس 5:2 آپ نے واضح طور پر غیر مذہب کے سیاسی نظریہ اور سرگرمیوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ جیسے آپ نے (متی 26.25 :20) میں فرمایا۔ "تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے آقا اُن پر حکومت کرتے ہیں، اور جو طاقتور ہیں اُن پر حکم چلاتے ہیں لیکن آپ میں جو بھی بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے۔"

یسوع نے مطالبہ کیا کہ حکمران خواہ سیاسی یا مذہبی ہو وہ خادم بنے نہ کہ لوگوں کو ضبط کر لیا اُن کو کنٹرول کرلے۔ آپ نے سرکاری ملازمین کی ایک راہ بنائی کہ وہ غیر مسیحی مذاہب کی طرح "روحوں کے نگہبان" نہیں تھے بلکہ صرف مجرموں کو سزا دینے والے تھے۔ آپ نے ایسی کلیسیا کی بنیاد رکھی۔ جس کے حکمران نمائندے اور جمہوری تھے جس کے راہنما لوگوں کے نمائندے اور منتخب ہوئے تھے اور جس کا آئین یعنی "بائبل مقدس" لکھا ہوا کلام تھا اآپ کے کلام سے منور ہو کر اور تحریک پا کر امریکہ کے بانیوں نے ایک ایسی ریاست کی بنیاد رکھی کس میں ریاست "لوگوں کی حکومت، لوگوں کے ذریعے ابتدائی مسیحی جنہیں غیر ایمان والے سیلس اور پورفرے نے رد کر دیا تھا مسیحیوں کو بدتمیز، احمق اور توہم پرست کہتے تھے۔ اُن کو اُن کی بدتمیزی کی وجہ سے نہیں بلکہ غیر ایمان والے معاشرے کی مذہبی اقدار کو ماننے کی وجہ قتل کر دیا گیا کیوں کے شہنشاہ جو "کل ذات" یا سارے مذہب کا مرکز بننے والے کی پوجا کی جاتی تھی۔ مسیحیوں نے "ارسطو" کے اس فلسفے کو رد کر دیا کہ

"ریاست ریاست عظیم طرح ہے اور شہری ریاست سے تعلق رکھتے ہیں" وہ صرف یسوع مسیح پر ایمان رکھتے تھے کیوں کہ خداوند نے انسان کی نجات کے لئے مرکز خدا اور انسان کا مرتبہ بلند کیا۔ صرف خدا غیر فانی ہے اور اور انسان لافانی ہیں۔ انسانی حکمران اور قومیں تیزی سے آتی اور جاتی ہیں مگر انفرادی انسان کی روحیں ابدی اور ازلی زندگی طور پر زندہ رہتی ہیں روم ابدی شہر نہیں صرف انفرادی انسان ہی ابدی زندگی کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ یسوع نے سکھایا کہ انسان خدا کی تخلیق اور اس کائنات کا مالک ہے۔ زمین انسان کے لئے بنائی گئی ہے انفرادی انسان ابدی تھے جو بھی زمین پر ایمان رکھتے اور کرتے تھے آخر میں اُس کا نتیجہ نکلے گا۔ موت کے بعد ہر انسان کسی سائے والی جگہ سے نہیں گزرے گا بلکہ جو زمین پر کرتا ہے اُس کا حساب دے گا اُس کو جو زمین اور آسمان کا بنانے والا ہے اور اُس کا منصف ہے۔ خدا اور اُس کے قانون کی نظر میں سب انسان برابر ہیں اور ہر انسان انفرادی طور پر بلایا اور انصاف کیا جائے گا۔

پرانے اور قدیم زمانے کے معاشروں، امیر لوگ، محنت کش، طبقہ، غلام، شہری، آدمی ۔ عورتیں، یہودی اور غیر مہذب خدا کے نزدیک اُن کی کوئی اہمیت اور مطلب نہیں ہے اور نئے مسیحی مذہب میں

''اب نہ تو کوئی یہودی نہ یونانی نہ کوئی غلام اور نہ آزاد نہ کوئی مرد نہ کوئی عورت رہا بلکہ سب مسیح خداوند میں ایک ہو گئے'' غلاطیوں 3:8 خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت آمدگی اور رضامندی سے پھیلی ہے تا کہ جبر و استداد سے یہ بادشاہت، علم ۔ سچائی، اور عقیدے کی ریاست ہے اور قبضے، مجبوری، اور سارے فساد کی سلطنت نہیں اور کئی مسیحی تصورات کو سمجھنے اور ایمان لانے کے لئے صدیاں لگیں ۔

تاہم نے چین فریڈرک نیچے کی گریہ وزاری جو اُس نے 19 ویں صدی میں کی واضح پر نشان دہی کرتا ہے ۔

یہ الفاظ اگرچہ بالکل لنکن کے ہیں لیکن اُس نے ان کو جان وکلف سے لیا ہے ۔ جس نے بائبل مقدس کا انگریزی میں ترجمہ کیا تو چودھویں صدی میں کہا: ۔
یہ بائبل مقدس لوگوں کی حکومت کے لئے ہے جو لوگوں کے لئے اور لوگوں کے ذریعے'' یہ ایک جرات والی دھمکی تھی جو دونوں سرکاری اور کلیسیاء اشرفیہ طبقے کے لئے تھی جو لکھے ہوئے الہامی کلام میں سے تھی ۔

14 : ۔ یہ ایک بڑی عجیب حقیقت ہے کہ غیر مذاہب اور ایمان کے کچھ فلسفہ دانوں اور علموں کی کتابوں میں مسیحیت کا ذکر ہے ۔ شاید وہ ساری تحریریں وسطی زمانے میں ''کامل بننے والی'' ریاست کے مسیحیوں نے جلا دیا تھا، اور شاید پڑھے لکھے غیر ایمان والے عالموں نے یسوع مسیح کے آنے کو کوئی اہمیت نہ دی ۔ جیسے اُنہیں بالکل پتہ نہ ہو ۔ کیونکہ خداوند یسوع ایک یہودی تھے اور ایک بڑھی کے بیٹے تھے اس لئے بھی کہ مسیحیت کسی اعلیٰ طبقے کی تحریک نہیں بلکہ قابل نفرت کام والے لوگوں کے کام کرنے والے مزدوروں کی ۔ غلام طبقے کی، اور اعلیٰ طبقے نے ابتدائی طور پر اس کی مخالفت بھی کی ۔ کیونکہ عقل مند کو اپنے جال میں اور اُن کی حقارت اور چالاکی میں ہی پکڑ لیتا ہے'' (ایوب 13:5) پس تم جا کر سب قوموں کو میرا شاگرد بناؤ اُنہیں باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو اور اُن کو سب باتیں بتاؤ جن کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اور دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں ۔ (متی 18:28، 19)
مسیحیت کے نظریات کو کسی حد تک قبول کر لیا گیا ہے اگرچہ مکمل طور پر نہیں سب کا مون لیا اگرچہ حاصل نہیں ہوا ۔

زمانہ وسطیٰ کا خراب منظر: ۔

اگر انجیل مقدس (ایمان کے وسیلے سے نجات) اگر بالکل درست طریقے سے مانی اور تبلیغ کی جاتی تو رومی سلطنت میں اور یورپ کی تاریخ میں اور مشرق وسطیٰ کے ممالک آج بالکل مختلف شکل میں ہوتے پہلی صدی عیسوی کی نسبت ۔ لیکن ایسا بالکل نہ ہونا تھا نہ ہوا ۔ رسول کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد بھی کلیسیاؤں نے گرجا گھروں میں لڑائیاں کیں ۔ قانون کے نظریے کے مطابق کہ نجات ایمان اور نیک اعمال سے آتی ہے یہ پیغام کلیسیاؤں کا مرکزی پیغام بن گیا ۔ اور نتیجہ یہ نکلا کہ بہت ہی خراب قسم کا آمیزہ سامنے آیا جس میں کچھ نظریات بائبل مقدس میں سے اور کچھ یونانی تہذیب میں سے لے لیے گئے ۔ اور کچھ ابتدائی زمانے کے علم الٰہیات کے ماہرین اور فلسفہ دانوں سے لے لیے گئے ۔

زمانہ سوطیٰ کے خراب منظر میں ایک حصہ ''اوریجن'' بھی تھا جو (182.251) خ س میں روم میں موجود تھا ۔ جس نے سکھیا کہ خداوند یسوع مسیح نے مسیحی عقیدے کے بیج ہر انسان کے دل میں بو دیئے ۔ خداوند نے روحانی طور پر یونانی تہذیب میں اچھی طرح نگہبانی کی ۔ اس کے اخلاقیات اور فلسفہ زندگی میں اثر دکھایا جیسا کہ اُس نے یہودیوں کے لئے الہامی قانون دیا ۔ اس لئے اوریجن نے نتیجہ نکالا کہ ایک مسیحی نہ تو رومی سلطنت کو اور نہ یونانی تہذیب کو ٹھکرا سکتا ہے ۔ اس نظریے کو مغرب اور بعد میں مشرق میں پکا کرنے والا تھامس اکوائنس (1225.1274) تھا جو رومن مذہبی ریاست کا سرکاری عالم تھا ۔ جس نے بڑے ماہرانہ طریقے سے ابتدائی مسیحیت کے الٰہیاتی ماہرین اور یونانی فلاسفر ارسطو کی تحریروں کو آپس میں جوڑ کر پھیلا دیا ۔ ارسطو جسے تھامس اکوائنس نے ''فلسفہ دان'' کہا ان سارے عقیدوں میں وہ پیچیدہ نظام غلطی قائم کیا ۔ جس نے انجیل مقدس سے انکار کر دیا اور اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ رومن مذہبی

ریاست اس بات کو یقینی بنائے کہ جو بھی انجیل کی بات کرے اُس کو ایذ اکا نشانہ بنایا جائے۔ اور جو بھی رومی ریاست کی پہنچ میں ہو اور انجیل تک پہنچنے کی بات کرے یا کوشش کرے اُس کو سزا دی جائے۔ تھامس نے بت پرستوں اور غیر ایمانداروں اور بڑھاوے والے مورت جو خدا کی پرستش میں مدد اور خدا سے بات کرنے میں سہارا دیتے ہیں۔ اُس نے جان دمشق (675.749) کے ارتھوڈکس نظریات پر آمادگی ظاہر کی اور اس کی تعلیم پر یقین رکھا۔ جان نے کہا۔ ''مادی چیزوں (بتوں وغیرہ) کو اگر تھوڑی عزت ظاہر کی جائے تو یہ عزت آسمان میں بیٹھی اُس روحانی شخصیت کو جائے گی جس کے لئے اس عقیدے کو ظاہر کیا گیا ہے۔'' یہ قربت کا بت پرستی کا مذہب تھا۔ یہ تجرباتی، زمینی، جذبات کا مذہب تھا جس کا اختتام زمانہ وسطی کے زمانہ اصلاح میں ہوا۔ یہ اُس یہ ہوا جہاں خداوند یسوع مسیح کی انجیل کو بوہت گہرے طور پر اپنایا گیا تھا۔

تھوڑی سی سچائی اور بہت ساری غلط تعلیم کی آمیزش کے باوجود جو زمانہ وسطی میں پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ مسیحی تصورات نے ریاست پر بہت اثر دکھایا۔ مسیحیت کے زیر اثر رومی قانون بعد از کلاسیکی زمانہ میں خاندانی قانون کو تبدیل اور اصلاح کی۔ جس میں بیوی کو قانون کی نظر میں برابری کی حثیت ملی۔ شادی کی پاسداری اور قانونی طور پر جائز ہونے کے لئے دونوں میاں اور بیوی کو باہمی رضامندی کو لازمی قرار دیا گیا۔ طلاق دینا مشکل بن گیا۔ اور باپ کا زندگی اور خاندان پر خود مختار اور لامحدود اختیار ختم ہوگیا۔ کیونکہ وہ بچوں کی زندگی اور موت پر حاکمیت ختم ہوگئی۔ مسیحیت نے غلامی کے قانون کی اصلاح کی۔ ایک غلام کو قانونی اجازت دی کہ وہ مجسٹریٹ کو اپنے ساتھ زیادتی کی درخواست دے سکتا تھا اور رابطہ بھی کرسکتا تھا۔ اگر اُس کے مالک نے اُس کی غلامی کا ناجائز فائدہ اُٹھایا۔ اور بعض معاملات میں غلام آزادی کا مطالبہ بھی کرسکتا تھا اگر اُس کے آقا نے ظلم کیا یا غلامی کا طوق اُس کے گلے میں پکا کر کے اُس کا جینا دوبھر کردیا ہوتا۔ اور اگر اس پر نسل در نسل غلامی لاگو کرنا چاہتا۔ مسیحیت نے غلاموں کو کام کرنے کے حقوق اور ذمہ داریوں میں سخت قسم کی قانونی شکل میں تقسیم کیا۔

رومی قانون کو کوڈ میں ڈھالنا، جسٹس اور بعد میں خود مسیحیت کی تعلیم نے جس کو خود انسانی زندگی میں اپنا کردار ادا کرتا تھا کی وجہ سے ہوا۔ 410 خ س میں رومی مسیحیوں نے بدتہذیب اور جنگلی لوگوں پر بھی کچھ مثبت اثر دکھایا۔ جرمانک، سلاو کا وریورپ کے دوسرے قبائل جو قریباً اُسی زمانے (5 ویں تا 10 ویں صدی) تک اپنے قبیلوں میں خون خرابے اور قانونی طور پر منتخب کرنے کت اصول مرتب کیے۔ یہ بھی کوئی اتفاق کی بات نہیں کہ بڑے بڑے قبیلوں کے سربراہ جیسا اینگلو سکسن انگلینڈ سے لے کر کیون روس جنہوں نے مسیحیت کو قبول کیا۔ اپنے قبائلی قانون کہ بنایا اور ان کی اشاعت بھی کی۔ اور اُس میں بہت سی اصلاحات بھی کی۔ الفریڈ کے قوانین 890 خ س کا آغاز تلاوت سے ہوتا۔

موسیٰ کی شریعت اور دس احکام کے عمل کرنے میں بھی مدد کی لیکن تاریک دور میں اور زمانہ وسطی میں مسیحیت کا اثر کم تھا۔ کیونکہ اس دوران مسیحی رومی ریاست کا زیادہ زور انجیل پھیلانے پر نہیں تھا (گو اس وقت تمام لوگوں کو ایذتیں دیں جنہوں نے رومی مذہبی ریاست کی بات نہیں مانی)۔ لیکن رومی مسیحی ریاست کا زور تو اپنی دنیاوی بادشاہت اور ریاست کو پھیلانا تھا۔ جسے بعد میں مسیحی ریاست کہا گیا۔ اس کا کچھ الزام بادشاہ قسطن طائین پر بھی آتا ہے۔

قسطنطین (مسیحی ریاست کا بانی والا) یہ تجویز دینا کہ قسطنطین بادشاہ نے (جیسے کہ کچھ مورخ نے بہت سارے اپنا مطلب نکالنے کے لئے) کہتے ہیں کہ اس بادشاہ نے رومی سلطنت میں مسیحی کلیسیا کو تحفظ فراہم کیا۔ یہ ایک تصور کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ مسیحیوں نے (260.302) میں روم مکمل برداشت کا مزہ اُٹھایا۔ زیادہ اہم بات یہ کہ مسیحیوں نے قسطنطین کے دور میں بھی دکھ اُٹھائے تھے۔

اس کے دور میں مسیحی کلیسیاء کے ساتھ بہت کچھ ہو رہا تھا جو اہمیت کا حامل تھا۔ جیسے پیٹر براؤن جو قدیم تاریخ کے بارے میں ایک عظیم مورخ ہے لکھتا ہے۔ ''مسیحیت مذہب کا ایک رومی بادشاہ قسطنطین کا قبول کرنا ممکن نہ ہوتا تھا اگر مسیحیت نے پہلی دو نسلوں تک یونونی تہذیب اور رومی اصول وضوابط کو قبول نہ کیا ہوتا۔''

براؤن کہتا ہے کہ دو نسلوں کی برداشت، یونانی تہذیب کے ساتھ میل جول کو قبول کرنا۔ کرپشن، اور آخر کار مسیحیت کا رومی ثقافت میں ختم ہو جانا۔ لیکن رسولوں کے مرنے کے بعد اور حتیٰ کہ ان کے مرنے سے پہلے سے ہی کلیسیاؤں کی دنیاداری کو ظاہر کرنے میں اپنا سفر شروع کر چکے تھے۔

قسطنطین بادشاہ کی رومن کیتھولک چرچ کوتعمیر کرنے سے کیا مراد تھی؟ یہ کہ بشپ صاحبان یہ نوٹ کرلیں کہ بائبل مقدس میں بیان کیا گیا ہے۔ پریس بی ٹیرینچرچ یا کلیسیاء قسطنطین کے آنے سے پہلے ختم ہو چکا تھا اور اب بشپ صاحبان نے سرکاری اعلیٰ حکمران کے ساتھ مل کر سلطنت میں نئی حکومتی کلاس کی تشکیل دی۔ اٹلی کے بشپ صاحبان رومن سینٹ کے وارث بن گئے اور روم کا بشپ شہنشاہ کا وارث یا گدی نشین طے پایا اور پوری سلطنت میں کیتھولک بشپ صاحبان نے راہبوں کو اپنے راج کو پکا کرنے کے لئے بطورمذہبی دہشت گردوں کی طرح استعمال کیا۔

موناسٹک یا صحراؤں میں رہنے والے راہبوں کے گروہ نے جس کی قیادت سکی نیوی آف آٹ رپے (466ء وفات) میں بالائی مصر میں ان تمام لوگوں جو بت پرستی کرتے تھے کے گھروں میں چکر لگائے اور تبلیغ کی۔ شمالی افریقہ میں اس طرح کے گشت کرنے والے راہبوں نے سرکم سی لنز جو اسلحے سے لیس سپاہیوں جنہیں ''اسرائیل'' کہا گیا بڑے بڑے گھروں میں گئے اور ان کا پکارنا۔

''خدا کی تعریف ہو'' پہاڑوں میں رہنے والے شیر کی نسبت زیادہ ڈرانے والی آواز میں تھا۔''

مسیحی بشپ براؤن عرض کرتا ہے۔

اب بڑی بڑی کلیسیاؤں پر حکومت کرنے والے راہبوں کی تشدد کی پالیسی سامنے آچکی تھی۔ شہنشاہ (تھیوڈوسی ایس) نے تھیسالونیکا شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی سن 390 خ س میں شہریوں کو قتل کیا لیکن پھر مصری تاریخ میں اُسے ''عظیم'' ((تھیوڈوسی ایس) کے نام سے اور مثالی کیتھولک بادشاہ کے نام سے جانا جاتا ہے 106)

سرکاری حیثیت حاصل ہونے پر کیتھولک چرچ طاقت وار اور خونی بن گیا۔ دولت اس لئے استعمال کی جاتی کہ یوم آخرت میں کامیابی کے لئے صدقہ خیرات کیا جا سکے۔ کیونکہ 5ویں صدی سے یہ زرخیز سیلاب جس کا عنوان تھا گناہوں کی معافی کیتھولک چرچ میں آپہنچا۔ مسیحی چرچ کی اقتصادی صورتحال ایک دم ڈرامائی بن گئی تھی۔ یہ جدید انشورنس کمپنی کی طرح پھیلنے لگا۔ چھٹی صدی تک راولینا کے بشپ کی کمائی 2 ہزار سونے کے سکے تھی۔ چھوٹے سے قصبے کے بشپ کی کمی رومی صوبے کے گورنر کے برابر تھی (109)۔

وقت کو سلام کرنے والا، روایتی رومی سسٹم جو کمزوروں کا طاقت واروں سے استحصال کرتا تھا۔ اپنی تمام تر شاہی درجی بندی کے ساتھ لوگوں کو لوٹتا تھا۔ جس کی نگرانی مذہبی ریاست کرتی تھی۔ یہ اس لئے ہوا کہ کیتھولک چرچ نے نجات کی انجیل جو خدا کے فضل سے بالکل فری ملا تھا پر عمل نہیں کیا۔ کیتھولک چرچ نے فضل سے نجات والی انجیل سے انکار کر کے۔

صرف ایمان کے ذریعے نجات کے انکار سے اور اس طرح کی چھوٹی بڑی غلطیوں سے اور دوسری عقائد کی غلط فہمیوں نے اصل ایمان کو نہ صرف نہ ممکن بلکہ غیر رسائی بنا دیا۔ قسطنطین نے مسیحیت کو اکلوتا سرکاری مزہب کا درجہ نہیں دیا۔ (یہ ایک عمل غیر مسیحی ہوتا) اُس نے ریاست کو کیتھولک چرچ کو صرف قانونی چرچ کہا جو ایک غیر مسیحی عمل تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قسطنطین کا اصل ارادہ پرچار کی آزادی سب کے لئے اعلان تھا سن 313 خ س میں شہنشاہ لی سنس نے مشیاق میلان جاری کیا۔ اس میں یوں لکھا ہے،

''کیونکہ ہم نے دیکھا کہ کسی بھی شہری کو عبادت کی آزادی کے حق سے انکار نہیں کرنا چاہیے، ہر انسان کو اپنے جائزے کے مطابق اور اپنے عقیدے کی مقدس چیزوں کے احترام کرنے کا حق ہے۔''

ایزوبی اَس (263.339) جو قیصریا کا بادشاہ تھا نے میثاق میلان ایک صوبائی گورنر کو یہ کہہ کر بھیجا۔ ماضی میں ایک لمبے عرصے تک ہم نے ایک مقصد بنایا ہے کہ عبادت\پوجا کی آزادی سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ہر انسان کو اپنی آزادمرضی اور خواہش کے مطابق اپنے مذہب کو چننے اور اس پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ ہر انسان کو آزادی حاصل ہو سکتی مذہب چننے کی اور اُس پر عمل کرنے کی۔ حوالہ نمبر 18۔

قسطنطین کا جو بھی خیالاتی یا تصوراتی نظریہ ہو۔ اصلی مزہبی آزادی یا اتنی آزادی کہ آپ مذہب کا چناؤ یا پرچار کر سکیں یہ کہنا کہ عرصہ دراز سے رائج غیر مسیحی

مذہب سے رومن کیتھولک کی طرف تبدیلی۔ اورمذہبی آزادی اُسی کے شاہی فرمان کا نتیجہ نہ تھے۔ اُسی سال جب فرمان میلان جاری ہوا۔ قسطنطین نے حکم دیا کہ افریقہ کی ایک ریاست میں ڈوناٹسٹ عقیدے کے ماننے والوں کو قتل کیا جائے اور اذیت پہنچائی جائے اُس نے اپنے حکمران جو ماتحت تھا لکھا۔

''میں اِس بات کو خدائی قانون کے خلاف مانتا ہوں کہ ہم ایسے جھگڑوں اور تنازعات کو بالکل نظر انداز کردیں کہ جس کی وجہ سے اعلیٰ خدائی طاقتیں غضب ناک ہوجائیں۔ اور تمام انسانوں کے خلاف ہوجائیں۔ جس نے ساری کائنات کی حفاظت (مجھ قسطنطین) کو دی ہے۔ کیونکہ میں بالکل اصلی اور مکمل طور پر محفوظ محسوس کرسکوں۔ اورخدائے قادرِ مطلق کی طرف سے خوشحالی اور خوشی کی توقع کرسکوں۔ اور یہ تب ہوگا جب میں یہ ساری توقعات کو ٹھیک طریقے سے رومن کیتھولک عبادات میں دیکھ سکوں گا۔''

قسطنطین نے مسیحیت کو قائم نہیں کیا کیونکہ اصل میں تو مسیحیت کو نہیں جانتا تھا قسطنطین ایک عظیم انسان تھا جو خود اُس نے اپنا مرتبہ بڑھایا۔ ایک بار کہتا تھا کہ ملویئن پل کی جنگ میں اُسے صلیب کا خواب اور رویا نظر آئی لیکن غیر مسیحی رومن لوگ تو صدیوں سے رویا دیکھا کرتے تھے۔ اور صحیح پوچھیں تو قسطنطین بادشاہ نے یہ پہلا خواب نہیں دیکھا تھا اس لئے پہلے اُس نے خواب میں دیوتا ''اپالو'' نظر آیا تھا جس نے جنگ میں ابتدائی فتوحات کا بتایا تھا۔ لیکن (نائیسیا کی مجلس 325) کے اختتام پر ایک دعوت میں قسطنطین نے ایک عوامی تقریر کی۔ ایزی بئیس جو اُس کا لکھاری اور مورخ تھا اس نے اس تحریر کو لکھا اور ہمیں بتایا کہ:

شہنشاہ نے کہا کہ دوپہر کے قریب جب دن گرم ہونا شروع ہوتھا۔ اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آسمان میں سورج کے اُوپر ایک صلیب جو روشنی کی بنی تھی اور اُس کے ساتھ ایک تحریر لکھی تھی۔ ''اُس کے ساتھ تم فتح پاؤ گے''

اس موقع پر اُس نے کہا کہ حیرت نے اُسے گھیرلیا اور سفر میں اُس کے ساتھ تمام سپاہیوں نے یہ منظر دیکھا اور اس معجزے کی گواہی دی۔ اس کے علاوہ وہ خود اپنے آپ میں اس ظہور کے بارے میں شک میں مبتلا تھا۔ اور اس دوران یہ کہ وہ اس کے گہرے معنی تلاش کررہا تھا۔ اچانک رات ہوگئی اور خواب میں اُس کو خدا کا مسیح ملنے آیا جس کے ہاتھ وہ نشان تھا اُس نے دن میں آسمان میں دیکھا تھا اور اس سے کہا کہ وہ اس نشان کی نقل شبیہ تیار کرے جو اُس نے آسمان میں دیکھی۔ اور دشمنوں سے لڑائی کے وقت ہر بار اس نشان کو استعمال کرے۔

صبح ہوگئی تو اُس نے یہ سارا معجزہ اپنے دوستوں کو بتایا۔ اور تب پتھروں اور قیمتی سونے میں کام کرنے والے مزدوروں سے کہا۔ وہ بیٹھ گیا۔

اُس نے انہیں بتایا اُس نشان کے متعلق جو اُس نے دیکھا تھا۔ اور اُن سے کہا کہ وہ اس نشان کو سونے اور قیمتی پتھروں سے سجائے۔ اور اس نمائندگی کو میں نے خود دیکھا اور گواہی دیتا ہوں۔'' حوالہ نمبر 19

اگر حقیقت میں قسطنطین نے کوئی چیز دیکھی اور سُنی تھی تو وہ شیطانی رویا آواز تھی نہ کہ خدا کی طرف سے کلام براؤن کہتا ہے کہ اپنی تبدیلی کے بعد ''پہلا مسیحی شہنشاہ'' جس نے غیر مسیحی قوم سے عزاز اور نذرانے حاصل کیے جو ایتھنز کے باشندے تھے۔ اُس نے '' آگیان قبیلے'' کے لوگوں کو اپنی پوجا کی وجہ سے چھوڑ دیا کیونکہ اُنہوں نے قسطنطین کے بُت بنائے تھے قسطنطین نے ایک غیر ایمان والے فلاسفر کو اپنا رفیق بنایا اور اپنا ہم منصب کہا۔ اُس نے ایک غیر مسیحی کاہن کے مصر کے سفری اخراجات برداشت کیے۔ (88) قسطنطین بادشاہ نے سن 321ء تک ریاست کے سکوں پر سول ان وکٹس دیوتا کی تصویر بنوائی ہوئی تھی۔ اور ہم ایسے آدمی کو عزت دے رہیں ہیں کہ اُس نے مسیحیت کو قانونی اور ریاستی مذہب کا درجہ دیا۔ لیکن خود قسطنطین کو ذرا بھی پتہ نہ تھا کہ مسیحیت کیا ہے۔ اُس نے کیتھولک بشپ صاحبان کی طرف رجوع کیا، جنہوں نے مسیحی عقیدے کے متعلق اُس کو کچھ بتایا۔ یہ نہ تابل برداشت تھا۔ اسی وجہ سے شہنشاہ نے مجالس بلائیں تاکہ سلطنت کو مذہبی لحاظ سے اکھٹا کیا جیسا اُس نے اپنی فوج کو سن 324ء میں اکھٹا کیا تھا لی سی نس اُس کی بادشاہت سے پہلے کا آخری شہنشاہ مجالس اُس کے اور اُس کے جانشینوں کے کہنے پر بلائیں گئیں تاکہ عقیدے کو رسمی شکل دی جاسکے۔ ایسی مذہبی رسوم وعبادات جن کی تصدیق اور اجازت شہنشاہ دیتا تھا۔ جنہوں نے اُس کی حکم عدولی کی یا نا اتفاقی کا اظہار کیا وہ سلطنت سے نکال دئے جاتے تھے۔ یا اسی طرح کی بھیانک سزا پاتے تھے۔

سن 324ء خ س لی سی نس شہنشاہ کو شکست دینے کے بعد قسطنطین خود کو رومن کیتھولک چرچ کا سربراہ بنیا اور ظاہر کیا، اور نائیسیا کی مجلس بلائی 325ء خ س

میں جس کی اُس نے خود صدارت کی ۔250 بشپ صاحبان کی خود تابع داری کی اور شرکت کی ۔ اور دوسرا حکام میں وہ لکھتا ہے ۔

''یہ ہی وہ عزت ہے جو میں کیتھولک چرچ دیتا ہو اور میری خواہش ہے کہ میں آپ کے درمیان کوئی ٹوٹ پھوٹ اور کسی قسم کی اور کہیں بھی دراڑ نہ پڑے۔''

نہ صرف کوئی نہ اتفاقی کی اجازت دیتا بلکہ (مذہبیا ور سیاسی طور پر اتفاق واتحاد کے لئے) اُس نے مسیحیت اور رومن کیتھولک چرچ کو اپنی مرضی کے ساتھ استعمال کرنا شروع کیا۔

جہاں تک میں نے فیصلہ کیا کہ تمام صوبوں میں بالخصوص افریقہ،نومیدیا اور موریطانیہ کظہ نامی گرامی وزرائا ور نہایت پاک مقدس رومن کیتھولک مذہب کو حصہ دار اعزاز کے طور پر اُن کے سفری یا اخراجات کے لئے مالی مدد ملنی چاہیئے ۔میں نے اُرسس جو بہت قابل وزیر خزانہ ہے اور افریقہ میں ہے اُس کو حکم دیا کہ اپنے تقدس مآب (سیسلین بشپ آف کارتھج) کے لئے 3,000 فولوس (رومی سلطنت کی کرنسی)رقم کی صورت میں جو بہت خطیر رقم تھی کا انتظام کرے ۔آپ کا کام یہ ہوگا کہ آپ اس بات کو یقینی بناؤ کہ یہ ساری رقم مندرجہ بالا آدمیوں کے لئے وقت پر اور صحیح تقسیم کے ساتھ چرچ ہو اُن ہدایات کے مطابق جو ہو سیس (بشپ آف قرطبہ) اور قسطنطین بادشاہ کا مذہبہ مشیر تمہیں مہیا کرے گا) اور اگر اس درران رقم کم پڑ جائے تو آپ نے بغیر ہچکچائے ہیری کلیڈس جو شہنشاہ کا وزیر خزانہ اور قابل بھروسہ آدمی سے مزید رقم لے لینی ہے میں (قسطنطین) نے ذاتی طور پر ہیری کلیڈس کو کہا کہ اگر اُسے یعنی بشپ صاحب کو کچھ پیسے درکار ہوں تو آپ نے سوال کئے بغیر اُن کو دے دینے ہیں ۔حوالہ نمبر 20

سن 315 ءخ میں قسطنطین نے ایک شاہی فرمان جاری کیا کہ یہودیوں کے لئے تبلیغ کرنا گناہ تھا اور جرم بھی تھا اس اعلان کا مقصد رومن کیتھولک چرچ کو ساری دنیا میں اور سلطنت میں عام کرنا تھا ،تا کہ جو بھی شخص اس مذہب کو چنے تو وہ اس کی رسومات کو سمجھ کر اس پر عمل کلرے اور ایک سال کے بعد یہودیوں کی پرستش اور تبلیغ کرنے کی سزا موت قرار دے دی گئی۔

پاپائے روم:۔(15) پندراں صدیاں گزرنے کے بعد مسیح یسوع کی پیدائش کے مقدس واقعہ کی وجہ سے مغربی یورپ میں سوائے دیوتاؤں کے نام کی تبدیلی کے اور کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ۔پندرھویں صدی کے مغربی یورپ کے مسیحی لوگ ابھی تک جادوٹونے کے سحر میں زندگی گزارتے تھے ۔جادو، دم پھونکا اور معجزے کی زندگی ،قدیم روم کے 12 دیوی دیوتاؤں کی بجائے 12 رسولوں پر ایمان والے عقیدے ۔

جن کے تبرک والے جسم کی مبارک ہڈیاں اُن لوگوں کو بیماری سے بچا سکتی تھیں ،موسم کو کنٹرول کر سکتی تھیں ،اور اُن کے مخالفین پر انقصان لا سکتی تھیں ۔قدیم روم کی دفاتری یا سرکاری دیوی دیوتاؤں کی بجائے یہاں پر رومی پاپائیت کے مقدسین تھے اور ڈیانا دیوی جو آسمان کی ملکہ تھی یہاں مقدسہ مریم کو آسمان کی ملکہ کہا جانے لگا۔ چھٹیاں حوالہ نمبر 21 جلسے ،قربانیاں اور رسمیں جاری رہیں ،ظہور ،زیارتیں ،پاک جسم کے ٹکڑے ،مقبرے ،ویسے ہی رہے ۔جانوروں کی لڑائی کے مقابلوں کی بجائے آٹو سڈائی مقابلے ہوتے جس میں زبور گائے جاتے اور مسیحی عبادات (لطوریا) کا ذکر کیا جاتا تھا۔

لینگ لکھتا ہے کہ

''اگر چہ آسمانی مخلوق کے کردار میں دونوں مذاہب میں بہت زیادہ فرق ہے لیکن ذہنی اعتبار سے اور عقلی اعتبار سے کچھ زیادی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ۔بدروحوں اور دیوی دیوتاؤں کی جگہ اب مقدسین آ گئے ۔''

کیتھولک چرچ کی ریاست کے بانی اس میں زیادہ دلچسپی سے حصہ لیتے ءہیں کہ غیر مسیحی اب مسیحی ایمان میں آجائیں اور بوہت سے لوگ آ بھی گئے ۔اُن کے نظام میں ایک حصی مقدسین کی تعظیم بھی تھی ۔شاید ان بزرگوں اور بانیوں نی محسوس کر لیا تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں ایمان لانے والے مومنین کے لئے تمام قدیم روحوں کی بجائے معجزے کرنے والے مقدسین اور شہدا کی تصاریر اور شبہات بنانا تھا اور پرانے نظام سے مقابلہ کرنا تھا اور وہ لوگ اس تبدیلی کے لئے اتنا تیار تھے وہ اس غیر مسیحی دیوتا ''ورجل'' کی پوجا سے پتہ چلتا ہے ۔مقدسین نے اُن مردہ روحوں کی جگہ لے لی ۔بالکل اُسی طرح جس طرح ان مقدسین نے سرکاری دیوی دیوتاؤں کی جگہ لے لی تھی ۔معجزے ہونے اور ان کو دوسروں کو بتانا قدیم رومی لوگوں میں عام تھا۔ اور عام عوام میں بغیر سوال کئے

مان لیا جاتا تھا ۔رومی مسیحیوں نے اس رویے کو اپنا لیا تھا۔ انہوں نے معجزے کرنے والے دیوتاؤں کی بجائے معجزاتی مقدسین کا موازنہ کیا۔ ان مقدسین کی کامیابی کی وجہ سے معجزوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

مردہ مقدسین کے جسم کے تبرک جو پہلے بھی روم میں عام تھی مسیحیت کے آنے کے بعد اس پر اتنا زور دیا گیا جو پہلے کبھی نہ تھا قدیم زمانے کے رومی شہنشاؤں کی طرح اور نامی گرامی لیڈروں کی طرح مقدسین کو الطاروں کے ساتھ، پاک تبرکات کے ساتھ، لوبان جلا کر، روشنیوں، گیتوں، اور پاک نذرانوں اور پاک عداؤں کے ساتھ اور عوامی تعظیم کی شمولیت کے ساتھ مسیحی مقدسین کی پرستش کی جاتی، وہ خدا اور انسان کے درمیانی تھے یورپ کی پہلی 16 صدیاں ایمان کے ساتھ کیسے گزریں رومن کیتھولک مورخ ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

سن 1509ء خ س جب جان کیلون پیدا ہوئے مغربی مسیحیت میں ابھی تک قدیم مذہب ہی راج تھا، آسمان زمین سے دور نہ تھا مقدس اور پاک کو ناپاک میں ضم کر دیا گیا۔ روحانی کو مادی میں بیان کیا جاتا تھا۔ روحانی اور الٰہی طاقت کو ساکرامنٹوں اور رومی کیتھولک چرچ میں بیان کیا گیا کیونکہ اب بہت سارے مقدسات پر سزا دینا، معاف کرنا، قدرت کی تباہی کے خلاف حفاظت، بیماری سے شفا، راحت کی باتیں کرنا اور ہر طرح کے معجزے کرنا، ان دنیاوی کاموں میں شامل تھا۔ کاہن زنا کاروں اور قتلوں کے گناہوں کو معاف کر سکتے تھے۔ وہ فصلوں کو اور مویشیوں کو برکت دیتے تھے۔ اپنی زندگیوں میں مقدسین حیران کن طور پر بجلی کو چمکنے سے روک سکتے تھے۔ اندھوں کو بینائی دیتے تھے۔ پرندوں اور مچھلیوں کو تبلیغ کرتے تھے۔ اس سارے کاموں میں وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں تھی۔ وہ اپنے مرنے کے بعد اپنے تشبہات اور تبرکات کے ذریعے معجزے کر سکتے تھے۔ صبح کے وقت مقدسین کرسٹوفر کے بت پر پیار کی نظر ڈالنے سے سارا دن بیماری اور موت سے بچا جا سکتا تھا۔ مقدس فرانسس کی طرح دفنائے جانے سے موت کے بعد بھی فوائد اور ثواب ملتا تھا۔

سین ٹی آ گو جہاں فرشتوں نے مقدس یعقوب رسول کے جسم کو دفنایا تھا۔ یا کیتھڑی کی سیر کرنے سے ایک لنگڑا شخص چل سکتا تھا یا ایک روح عالم ارواح سے جلد نکلے گی۔

یورپ کے نقشے پر مقدس مقامات کی تصاویر کو چمکتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور زندگی کو معجزات کی توقع تھی۔ عوامی ذہن کے مطابق اور رومن کیتھولک چرچ کی تعلیمات میں تقریباً ہر چیز ممکن تھی۔ اک شخص جو اُٹھے یسوع المسیح کا برکت شدہ بدن کھا سکتا تھا ایک برکت شدہ روٹی کے ٹکڑے کے ذریعے۔ زمانہ وسطیٰ کا بہت سارا مذہب جادوئی تھا۔ کلیسیاء کے ممبران اور جادوگروں میں بہت کم فرق تھا۔ جو وہ کہتے جو جس طرح سے کرتے تھے۔

یہ اُس مجسمے کی صلیب میں ممکن تھا جو تالارڈ کے مقام پر موسم کو کنٹرول کرتی تھی۔ زمانہ وسطیٰ کے آخری دور میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خدائی طاقت کو مقامی بنانے کی۔ چھونے کی، تجربہ کرنے کی، اور اپنے اختیار میں لانے کی بہت کوشش کی گئی۔ (حوالہ نمبر 23)

مسیحی اصلاح:۔

لیکن یہ تب تک نہ ہوا جب تک 16 صدی میں خداوند یسوع المسیح کی پاک انجیل نے مغربی یورپ نے غیر مسیحی مذہب کی جہالت اور لعنت سے اور رومن کیتھولک چرچ کو زمانہ وسطیٰ کی توہم پرستی سے آزاد کر دیا۔ مشرق کے مسیحیوں نے کوئی دوسری چیز کی جگہ نہ لی بلکہ وہ اسلام کے اثر میں آ گئے۔ 15ویں صدی کا مذہبی مواد اور مقدسین کے مواد کے متعلق تھا۔ اور ہر دل عزیز مذہبی مواد جو ذرا کم اثر والا تھا اور زیادہ تعلیمی مواد تھا۔ اُس کے بارے میں ایک مورخ بتاتا ہے کہ

50 سال کی ایک ساری زندگی کی کھوج لگانے کے بعد بھی وہ اس قابل نہ ہوا کہ کوئی ایسا مواد ڈھونڈ سکے جو بتا سکے کہ 5ویں صدی میں صرف ایمان کے ذریعے سے نجات کے دفاع میں ایک بھی حوالہ مل سکے۔ یا صرف نیک کاموں کے ذریعے یا گناہوں کی معافی کی قیمت ادا کر کے ہی نجات مل سکے۔ ہر طرف نجات حاصل کرنے کے ذرائع صرف سخت توبہ وزیارت، اپنے آپ کو ہمیشہ بہتر کرنے کی کوشش کرنا اور خدا کے فضل کو پہچاننے کی کوشش کرنا۔

یہ وہ حسابی یا تجارت کرنے والے ایمان کے کاموں والے مذہب کو 16 صدی کے اصلاح نے ختم کر دیا مغربی یورپ کے بہت سارے علاقوں میں۔ **کلیسیاء (چرچ)، ریاست، علیحدہ، علیحدہ اور اصلاح** مارٹن لوتھر نے بڑی بہادری سے لکھے ہوئے الہام کی وجہ سے، عقل اور دانش اور آزادی کی وجہ سے اس صرف کام کرنے والے مذہب کی بجائے ایمان والے مذہب کی الٰہیاتی بنیادیں رکھیں تا کہ ایک آزاد انسانی ہمدردی والہ، مذہب معاشرے میں تشکیل دیا جا سکے۔ جو قدیم اور زمانہ وسطٰی کے مسیحی مذہب ست بالکل ختم اور الگ ہو۔ اس سارے بہادری کے کام کا نتیجہ مذہبہ آزادی اور امن کی بیٹیاں، سیاسی سرکاری اور معاشی تھی۔

اصلاح کا پہلا اصول اصلاح تھی جو خدائی تھا۔ غیر متنازعہ اور لفظی الہام تھا۔ اس کو واضح طور پر لوتھر کے جملے یا ہدایات کہتے ہیں۔ جو اس کی آزمائش کے وقت رومن افسران کو اس نے کہتے اور اپنی کتاب کیڑوں کی خوراک اپریل 1521 میں لکھی کہا

''جب تک مجھے اذیت نہ ملے ٹھکرایا نہ جائے یا بائبل مقدس کے مطابق اسیری میں نہ ڈالا جائے (کیونکہ میں نہ تو پوپ اور نہ کیتھولک مجالس کو مانتا ہوں) کیونکہ وہ میرے نزدیک ہمیشہ قابل اعتراض اور درست نہیں ہیں میں پاک صحیفوں سے لیس اور مغلوب ہوں یہ میں خود ہی کہہ رہا ہوں۔ اور میرا ضمیر خدا کے کلام میں بند ہوا ہے میں کسی اور حکم کو نہ مانتا ہوں نہ مانوں گا کیونکہ ضمیر کے خلاف کام کرنا خطرناک اور گناہ والہ ہے۔ حوالہ نمبر 25

اصلاح عقلی طور پر تضاد والے جملوں کو درست کرنے اور نہ کہ قبول کرنے سے شروع ہوا۔ پوپ صاحبان اور مجالس کی کوئی حثیت نہ تھی۔ اور اُن کی کوئی حثیت ہونی بھی نہیں تھی۔ کیونکہ اُن کے قول و فعل اور تعلیمات میں تضاد تھا۔ بہت سارے ماہرین الٰہیات کے برخلاف جو ہمیں ان تضاد والی تعلیم کو قبول کرنے کو کہتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ہم اس پریشانی، دشمنی، بت پرستی، تعلیم میں گمراہی، الٰہی سچ کو چھپانا، شامل ہیں کو مان لیں۔ لوتھر واضح طور پر سمجھتا تھا کہ حاکمیت صرف خدا کے کلام کی تھی اور خدا کو بالکل واضح اور غیر متنازعہ ہونا چاہیے۔ لوتھر نے صرف پولوس کی بات کو واضح طور پر دوبارہ بتایا۔

''کیونکہ طبل اگر کوئی دوسری اور عجیب آوازیں پیدا کرے تو پھر کون جنگ کی تیاری کرے گا (1 کرنتھیوں 14: 8) ان متنازعہ ذرائع اور وسائل سے انکار کرنے سے لوتھر نے صدیوں سے قائم مذہبی غیر عقل مندی کو صاف کر دیا۔ لیکن صرف اس رد کرنے کی ہی بنیاد نے اصلاح رکھی۔ بلکہ اُس کی بنیاد خدا کا کلام جو لکھا ہوا الہام تھا صرف بائبل مقدس ہی واحد ذریعہ ہے جو غیر متنازعہ الہام ہے۔ اور خدا نے اپنا سارا کلام اسی بائبل مقدس میں غیر شک و شبہہ کے رکھ دیا۔ لوتھر نے اس نقطے پر زور دیا کہ لوگوں میں یہ **''تحریری اصول''** کے لفظوں میں ہر دل عزیز ہو گا۔ اس بنیادی اصول کے دفاع میں کچھ اقتباس درجہ ذیل ہیں جنہیں وہ بنیادی یا پہلا اصول یا ہدایت ضرب المثال کہتے ہیں۔

ہم خدا کے علاوہ کسی اور بات میں جلال پانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا کے کلام میں کوئی تنازعہ یا مخالفت نہیں ہے اور میں اغلاط سے پاک کلام مقدس کو ہی اپنوں گا اور اس کے حل؛ اور کوئی بھی مقدس کلام یا تحریر خواہ کتنے ہی مقدس طریقے سے لکھی گئی ہو اگر وہ عقل و دانش اور کلام پاک معیار اور اس سے ثابت نہیں آتی اس کو نہ مانوں گا ہر طرح کی انسانی تحریروں کو ایک طرف رکھ کے ہمیں لگاتار اور خوب محنت کے ساتھ وقت اور مشقت صرف خدا کے کلام پر ہی رکھنی چاہیے۔ اور تم خود مجھے کون انصاف کرے گا جب کہ کلیسیا کے آباء کی تحریروں میں تنازعہ پایا جائے۔ اس سارے معاملے میں ہمیں ہدایات خدا کے کلام سے لینی چاہیے۔ یہ تب تک نہیں ہو سکتا اگر ہم خدا کے کلام کو پہلی ترجیح نہ دیں کیونکہ بائبل مقدس اپنی ذات میں سچی، یقینی اور آسان فہم ہے، سب سے سادہ اس کی تفسیر انصاف کرنے والی، تصدیق کرنے والی اور منور کرنے والی ہے۔ تمام انسانوں کی تمام باتوں کو۔

چنانچہ تمام مسیحیوں کے لئے الہامی کلام ہی سب باتوں کا جائزہ لینے والہ ہو۔ تمام انسان الفاظ اور نتائج اسی سے اخز کئے جائیں اسی سے ہدایت پائے۔ اور پھر اسی کی تعلیمات سے اس کی تصدیق کرے۔

''بائبل مقدس اپنی ذات میں میں تمام حکمت کا سرچشمہ ہے''

حتیٰ کہ ہمیں آبائے کلیسیاء کی تحریروں میں کوئی ایسی تعلیم نہیں ماننی چاہیے جو کلام مقدس کے مطابق نہ ہو۔ بائبل مقدس کو ہی صرف واحد اور حتمی تمام کتابوں کی

حاکم اور منصف بننے دو۔ اب "تحریری" نے معاشرے اور انسانی سوچ پر انقلابی اور جادوئی اثر دیکھایا۔ بائبل مقدس کو اعلیٰ عمدہ طریقے سے حاکمیت تسلیم کرنے کے اصول نے تمام روایات اور تحریروں جو خدائی مانی جاتی تھیں ان ٹھکرا دیا۔ کیونکہ وہ الہامی اور خدائی لحاظ سے درست نہ تھیں۔ ان کی کلیسیاء میں کوئی حاکمیت نہیں تھی۔ اُس نے مغربی یورپ میں مسیحیوں کو اس ظالمانہ حکومت سے دور کر دیا اور نجات دلا دی اُس نظام سے جس نے ہزار سال سے اُن کو غلامی عطا کی تھی۔ "ایک مسیحی کی آزادی" اس اصلاح کے دور کا مقبول نعرہ بن گیا۔ اور پہلی آزادی چرچ کے رہنماؤں کے احکام سے آزادی تھی۔ اس کی مثال بائبل مقدس 6 کتابوں کو حذف کرنے سے نظر آتی ہے۔ وہ کتابیں خدا کے منہ سے نہیں نکلی تھی۔

(2 تیموتاؤس 3:16) میں جو لکھا ہے لوتھر ایک مسیحی نعرہ اور ہدایت کہتا ہے۔ اس کی اسی انقلابی بات سے معاشرے میں انقلابی تبدیلیاں آئیں۔

ہر ایک نقشہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور نصیحت اور ترتیب صداقت کے واسطے فائدہ مند ہے تاکہ مرد خدا کامل اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے۔ اب خداوند کی کلیسیا شریعت کے زیر سایہ آ گیا شریعت (قانون) جو خدا کے لکھے ہوئے کلام سے تھا نہ کہ آمیوں کے اصولوں، یہ خدا کا کلام عوامی، مستقل غیر تبدیل شدہ خود سے بیان کرنے والہ۔ اور اس کا مقصد تھا کہ اُس کو سمجھا جائے۔ اور اس پر سارے مسیحی ایمان لائیں۔ اس پر سارے مسیحی ایمان رکھیں گے۔

ہر آدمی خدا کے کلام کو خود سے پڑھے، لوتھر یہ کہتے ہوے کبھی نہ تھکتا تھا کہ مقدس پولوس نے نئے عہدنامے میں جو خطوط لکھے وہ سارے مسیحیوں کے لئے تھے نہ کہ کسی خاص جماعت یا اعلیٰ طبقے کے لئے۔ اور مسیحی خود اپنی ذات کا جائزہ لیں نہ کہ کلیسیا کی حاکمیت کو مانیں یا ان کے فیصلوں کو انتظار اور اس کے کلام ہی کی مدد لیں۔

پس اپنی باتوں میں اپنی باری میں میں ایسی بوتوں کو ثابت کرنے کرنے کے لئے پڑھی لکھی آزادی کی ضرورت ہے۔ جو عالم گیر ہو نہ کہ مخصوص طبقہ، یعنی اصلاح لانے کے لئے تعلیم کا ہونا معاشرے کی تبدیلی کے لئے لازمی قرار پایا۔

چرچ کے افسران کے پاس حاکمانہ اور بڑی شائستہ ذمہ داریوں تھیں اور خداوند یسوع نے اپنے نے اپنے کلام، بائبل مقدس کے ذریعے یہ اختیار سے تجاوز کرنی چاہیے۔ ان کے فیصلے ان کے ضمیر کو نہیں باندھتے تھے۔"

دونوں افسران اور اُن اداروں کا جائزہ اب عام مسیحیوں نے لینا تھا۔ کہ وہ خدا کے کلام پر چل رہے تھے یا نہیں یا اپنی مرضی سے کدا کے کلام کو پس پردہ ڈال رہے تھے اصلاح کے ماہرین نے بار بار اعمال 11:17، 1 کرنتھیوں 10:15 اور 1 کرنتھیوں 10:15 کے کلام پر زور دیتے تھے۔ اس میں عام مسیحیوں کو اجازت تھی کہ وہ منصف بنیں اور جائزہ لیں۔ وسولوں نبیوں کے الفاظ کا خدا کے کلام کے ساتھ

"خدا کا سارا کلام اور الہام بائبل مقدس کی 66 کتابوں میں لکھا ہے، جس میں کچھ بھی اضافہ نہیں ہو سکتا نہ تو کسی کلیسیاء کے ممبران کی طرف سے اور نہ کسی قدیم روایات کے مطابق اور نہ کسی الہام کی نسل کے دعویٰ اور جذبے سے"

یہ سارا انقلاب کلیسیاء کے گرجا گھروں سے شروع ہوا لیکن یہ صرف وہاں تک ہی محدود نہ رہا۔ بلکہ جلد ہی سرکاری افسران تک پھیل گیا۔ پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں میں نہ صرف گرجا گھروں کا اختیار بلکہ سرکاری حکومتوں کا اختیار بھی کم ہوتا گیا۔ مثلاً اسٹیفن اوزمت لکھتا ہے۔

"جب روسٹاک میں اصلاح کا کام مضبوط ہو 1524ئمیں تو اس سے نہ صرف کہ کاہنوں کے طبقے کے اختیارات میں کمی واقع ہوئی بلکہ گورنمنٹ کے ملازموں میں ایک تہائی تعداد میں کمی ہوئی اور تفصیلاً سالانہ حساب کتاب میں بھی کمی ہوئی (122)

کارل ہال: کلیسیا ء تاریخ کے معلم (1906.1926) نے لکھا جو برلن یونیورسٹی کا پروفیسر تھا "یہ اصلاح کا دور ہی تھا جس نے سب سے پہلے ریاست کی لا محدود طاقت کو محدود کیا۔" "ایک عام انسان کو پہلی بار صدیوں کے بعد براہِ راست خدا کی مخلوق سمجھا جانے لگا خدا کا ہم شکل اور خدا کی طرف سے نجات یا نتہ۔" "ایمان کے ذریعے نجات" عقیدے نے انسان کو بچالیا اور اس کے مرتبے کو بلند کیا۔" ہال (30) نے لکھا ہے زمانہ اصلاح کی وجہ سے عام آدمی غیر مسیحی

والے اور زمانہ وسطیٰ کی جہالتوں سے آزاد ہوا۔ اور اُس آزادی سے آزاد، انسانی اور مہذب معاشرے نے جنم لیا۔
ہیر لڈ برمن یوں دلیل پیش کرتا ہے۔
سولہویں صدی میں کلیسیائی قوانین سے مغرب میں آزادی پروٹسٹنٹ تصور انفرادی انسان کی آزادی کی وجہ سے ہوا۔ خدا کے فضل سے انسانی فطرت کی آزادی تاکہ وہ نئے سماجی تعلقات اور اپنی مرضی سے تعلقات قائم کر سکے۔ آج کے دور میں جائیداد اور ٹھیکے کے قوانین کی بنیاد پروٹسٹینٹ زمانہ اصلاح کی وجہ سے ممکن ہوا۔ فطرت انسانی کی جائیداد بن گئی۔ جائیداد اور ٹھیکے داری کے قوانین بہت مقدم اور اٹوٹ بن گئے۔ یہاں تک کہ اگر وہ انسانی ضمیر کے خلاف نہیں تھے تو ں وہ مقدس شمار کیے جاتے اور اسی طرح ریاست کو بھی دنیاوی تصور کیا جانے لگا تاکہ وہاں سے کلیسیاء کے غلامی کے طوق سے اُتارا جا سکیا س کام میں روحیت اُن کے ساتھی اور پاکیزگی اور پراپرٹی اور ٹھیکے داری۔ (64.65)
لوتھر کے بعد کیلون کی باری آتی ہے؟ مغرب کے قوانین پر کیلون کے اصولوں نے بہت گہرا اثر چھوڑا۔ خاص طور پر امریکہ قانون پر۔ پیوریٹن فرقے نے لوتھر کے تصور پاکیزگی ضمیر پر کام کیا حوالہ نمبر 28 اور خاص طور پر قانون میں ایک عام انسان کی پاکیزگی جو اُس کی جائیداد اور معاہدہ کے حقوق میں نظر آتا تھا۔

(17) سترہ صدی کے پیوٹین فرقے کے حامیوں جن میں جان ہیم ڈن، جان لل برون، والٹر یوڈ ال، ولیم پین اور دیگر جنھوں نے انگریزی قانون کی نافرمانی کی اور انگریزی یا زنگلستان یا امریکہ سرکاری اور شہری قوانین اور شہری یا سرکاری حقوق جیسے۔
حوالہ نمبر 28:۔ لوتھر نے ضمیر کی آزادی بھی قائم کی۔ جس کے دفاع میں اُس نے انسانی عقل کو اس ریاست میں رہتے ہوئے مان لینے کو کہا۔ اس اصول کو لوتھر کے حامیوں نے اور پیروکاروں نے اپنا لیا۔ پہلی بار اس اصول کو تب اپنایا گیا جب اُس نے خود کو ٹیکسن کے مقام پر چناؤ کی سرگرمی میں حصہ لیا۔ اس مقام پر نومنتخب صدر نے کہا کہ انسان اپنے ایمان کی بات ماننے پر مجبور ہے، اور جرمنی کے اس چھوٹے سے قصبے میں اس تاریخی واقع کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ ایک تبدیلی تھی جو ہزاروں سال بعد واقع ہوئی تھی۔ (ہال 54) پس زمانہ اصلاح نے قسطنطین کے زمانے کی غلطیوں کی درستگی شروع کر دی۔
جو ہمارے اپنے آئین میں بیان کیا گیا ہے۔ اظہار کی آزادی نشر و اشاعت کی آزادی، مذہب کی آزادی، خود کو تشدت نہ کر کی آزادی، کسی بھی قانونی مجلس کی آزادی، قانونی کمیٹی سے آزادی، بغیر کسی وجہ سے جیل میں جانے کی آزادی، اور اس طرح بہت سارے حقوق اور آزادی انسان کو حاصل ہو گئے۔
زمانہ اصلاح میں یسوع اور خدا اور انسان اور قیصر میں فرق محسوس کیا جانے لگا، یوں قدیم زمانے میں اور بارھویں صدی میں معاشروں میں دونوں مشرق اور مغرب میں بہت غیر واضح اور دھندلا ہو گیا تھا۔ اور ریاست اور کلیسیاء کے اداروں کو الگ الگ کر دیا۔ ریاست کو اب حکم چلانے کا فن اب کلیسیاء کے ہاتھ میں نہ تھا۔

رومیوں 13 باب میں مقدس پولوس فرماتے ہیں کہ سرکارے حکمرانوں نے اپنا اختیار براہ راست خدا سے حاصل کیا نہ تو پوپ سے نہ کلیسیاء سے یسوع نے اپنی کلیسیاء کے لئے اپنے شاگردوں اور رسولوں کو حکمران مقرر کیا ہے نہ کہ سرکاری افسران کو۔
پہلی صدی میں کلیسیاء ایک مکمل ادارہ تھا۔ جو قسطنطین کی بادشاہ کی طاقت کا محتاج نہ تھا۔ جو اس کے پاس چوتھی صدی میں تھی۔ سولہویں (16) صدی کے اصلاح کے زمانے میں مسیحی شہنشاہت اور مسیحی مذہب کو الگ کر دیا۔ روم اور غیر مسیحی مذہب کے اثر و رسوخ کو اور پاپائے روم کو ایک ایسے پتھر سے توڑ دیا گیا جو ہاتھوں سے نہیں ٹوٹتی۔

معاشی ترقی:۔

زمانہ اصلاح کی وجہ سے قوموں کی آزادی بدل گئی اس سے غلامی اور زرعی غلامی کے ظلم کا خاتمہ ہوا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ انسانوں کی آزادی اور تمام مومنین

کی کہانت کو پہچان لیا گیا تھا۔ بلکہ یہ بھی کہ انہوں نے تمام انسانوں کو برابر سمجھا اور تمام انسانوں کا خدا کی شبیہ پر پیدا ہونے کو مان لیا۔ سب انسان ایک جیسے تھے کوئی کسی سے کم نہ تھا۔ اسی زمانہ اصلاح نے کام کی عظمت کے بارے میں انقلاب پیدا کیا۔ کام ایک بلاوُ بن گیا۔

اچھے کام وہ اعمال بن گئے جن کے کرنے سے ایک انسان کا بلاوہ مقصود تھا نہ کہ دانے گننا، اگر بتاں جلانا یا موت سے پہلے بخشش خرید لینا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ معاشی طور پر پروٹسٹینٹ ممالک میں ایک دم ترقی کا سورج طوع ہوا سم امیر ہو گئے۔ سارے ممالک خوشحال ہو گئے۔ خود سے کام کرنے والے اور دنیا میں طاقت وار قوم بن گئیں۔ 19 صدی میں یہ بات ایک اقتدہ حقیقت تھی کہ دنیا میں سیاسی اور معاشی فرق وہاں کے مختلف مزاہب کی وجہ سے تھا۔ چارلس ڈکن رومن کیتھولک آرمی رہائش گاہ کیٹون اور ایک پروٹیسٹنٹو جی رہائش گاہ کیٹون میں یکسر اور واضح فرق بیان کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے "پروٹسٹینٹ فرقے کی جانب صفائی، ستھرائی، خوشی، صنعت، تعلیم اور جون جذبے سرگرم ہیں۔ جب کہ کیتھولک فرقے کی جانب مٹی، دھول، بیماری، جہالت، خوف اور مصیبتیں عام ہیں میں جب سے بیرون ملک آیا ہوتب سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ آئرلینڈ کے مذہب کے ماننے والے کیتھولک مسیحی اپنی مصیبتوں اور دکھوں میں زندگی بسر کرتے 29 ایک بیسوی صدی تاریخ دان لکھتا ہے۔ میں نے پایا ہے میں دہراتا ہوں کہ میں نے کوئی لکھاری خواہ کیتھولک یا غیر کیتھولک نہیں پایا جس نے اس بات سے انکار کیا ہو کہ پروٹسٹینٹ ممالک کیتھولک مملک سے زیادہ امیر ہیں اور خوشحال ہیں قریباً ایک عالم گیر معاہدہ تھا

میکس ویبر نے (پروٹسٹینٹ اخلاقیات اور سرمایہ دارانہ نظام کی روح) کتاب لکھی کہا کہ تاریخ میں سرمایہ دارانہ نظام کی جدید شکل اور پروٹسٹینٹ اخلاقیات میں بہت گہرا رابطہ ہے۔ بیسوی صدی کے مورخ نے چھ طریقے جو پروٹسٹینٹ فرقے کی وجہ سے تھے اور جنکی بدولے مغربی یورپ کو آزدی اور خوشحالی میسر آئے۔

1:۔ پروٹیسٹنٹ ازم نے ذہانت اور عقل کو صرف مذہبی حلقوں میں نہیں بلکہ دنیاداری کے تمام شعبوں تک پھیلا دیا۔

2:۔ پروٹیسٹینٹ ازم نے عام الناس کو تعلیم مہیا کی۔

3:۔ پروٹیسٹنٹ ازم نے جہالت کی حوصلہ افزائی نہیں کی اور مزدوری اور مشقت کو غیر انسانی اور بے کار نہیں مانا۔

4:۔ پروٹسٹینٹ ازم انسانی آزادی اور ذمہ داری کے فاتح تھے۔

5:۔ پروٹسٹینٹ ازم نے اعلیٰ قسم کی اخلاقیات کو قائم کیا۔

6:۔ پروٹسٹینٹ نے ریاست اور کلیسیا کے مابین فرق کو واضح کرنے پر زور دیا۔

ایک نئی تہذیب لوتھر کا ارادہ نہ تھی بلکہ یہ خدا کا ارادہ اور منصوبہ تھا۔ زمانہ اصلاح کے وقت اُس نے ایک نئی کلیسیاء کے بارے میں بالکل سوچا ہی نہیں تھا کہ ایک بالکل نیا معاشرہ قائم ہوگا۔ لیکن یہ تو خدا کی طرف سے تھا۔ لوتھر کا پہلا ارادہ اُس کی اپنی روح کی ابدی نجات تھی خدا نے اس کے خوف کو بائبل مقدس کے حوالے سے خوشی میں بدل دیا۔ وہی خدا کی سطح راستبازی جو یسوع نے صرف ایمان سے حاصل کی۔ یہ ساری سچائی مقدس پولس کا خط رومیوں اور غلاطیوں کے نام تھا اُس میں واضح موجود ہے۔

خدا نے سولھویں صدی میں اپنی بادشاہت کو قائم کرنے کے لئے جواز اور نجات کی انجیل کو مغربی یورپ میں وسیع طور پر پھیلانے کے لئے لوتھر کیلون اور بہت سے دوسروں کو چنا خدا نے مغربی یورپ میں لوگوں کو بالخصوص امریکہ کی عوام کو ان جانے طریقے سے بے شمار برکتوں سے مالا مال کیا۔ یہ بادشاہت کی انجیل اتنی پھیل گئی کہ مغربی معاشروں میں خدا کے کلام کی وجہ سے جو تبدیلی آئی وہ مغربی تہذیب میں بدل گئی۔ اس کا وعدہ یسوع نے پہاڑی وعظ میں کیا تھا۔

اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کے لئے فکر نہ کرو کہ تم کیا کھاؤ گے؟ اور کیا پیو گے؟ نہ ہی جسم کی کہ تم کیا پہنو گے؟ کیا تمھاری قدر خوراک اور لباس سے زیادہ نہیں؟ آسمان کے پرندوں کو دیکھو وہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں اور نہ کھتوں میں جمع کرتے ہیں لیکن پھر بھی تمہارا آسانی باپ اُن کو خوراک مہیا کرتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے۔ کون ہے تم میں سے جو فکر کر کے اپنے قد کو ایک انچ بھی کم یا بڑھا سکے۔ پھر تم کپڑوں کے متعلق کیوں پریشان ہو

؟زمین کے جنگلی سوسنوں کو دیکھووہ کس طرح بڑھتی ہیں؟وہ نہ محنت کرتی ہیں ،نہ مشقت لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان اپنی ساری شان وشوکت میں سے اُن میں سے ایک کی طرح بھی نہ تھا۔پس خدا جو میدان کے گھاس کو جو آج ہے اور کل تندور میں پھینکی جائے گی ۔کیا خدا اُن سے زیادہ تم کو نہ پہنائے گا؟اے کم اعتمادووالو۔

یہ تمام چیزیں جن کو ہم مغربی تہذیب کہتے ہیں ۔وہ یورپ اور امریکہ مسیحیوں بہت بڑے پیمانے پر مل گئیں اور ان کی زندگیکا حصہ بن گئیں ۔یہ اُن کو اس لئے مل گئیں اب ان کی ترجیح فرق تھی ۔کیونکہ پہلے اُنہوں نے خدا اور اس کی مسیحی بادشاہت کو ڈھونڈا کہ اپنی راست بازی اور خوشحالی ۔

اس لئے یہ کہہ کر فکر کرو کہ ہم کیا کھائیں گے؟اور کیا پیئں گے؟اور کیا پہنیں گے؟ کیونکہ اس کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں ۔کیونکہ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟ پہلے تم خدا کی بادشاہی تلاش کرو تو یہ ساری چیزیں تم کو مل جائیں گی''۔

''یہودیہ روم کے خلاف'':۔

لوتھر نے قسطنطین کیا غلاط والی اور اس کے جانشیوں کی تمام تعلیمات جو اس نے کیتھولک اور راسخ العقیدہ یا آرتھوڈکس میں رائج تھی کو رد کردیا۔اس نے کہا ۔ہمیں تو کلام کے لئے لڑنا نہیں چاہیے اور کلام کے ذریعے ہی ہمیں اس تعلیم کو جو تشدد کے ذریعے قایم کی گئی اُس کو اُکھاڑ پھینکیں میں غیر مسیحی ایمان والوں اور تو ہم پرستی کے کلاف طاقت کا استعمال نہیں کروں گا۔کسی کو بھی قید میں نہیں ڈالنا چاہیے ۔آزادی ایمان کا بنیادی جُز ہے ۔میں تبلیغ کروں گا،بات چیت کروں گا اور لکھوں گا۔لیکن میں کسی کو قید نہیں کروں گا۔کیونکہ ایمان ایک رضا کارانہ اور آزاد عمل ہے،خدا کے کلام کو ہماری مداخلت کے بغیر اور ہمارے عمل کرنے کے بغیر کام کرنے دیا جائے ۔کیوں؟وہ اس لئے کہ انسانی دلوں کو تبدیل کرنا کمہار کے ہاتھوں میں کیونکہ مٹی بنانے والے نے انہیں بتایا میں نے نہیں ،میں اُن کے کانوں سے زیادہ آگے نہیں جاسکتا۔کیونکہ ان کے دلوں تک پہنچا میرے بس میں نہیں میں ان کے دلوں میں ایمان کو نہیں ٹھونس سکتا یہ صرف خدا کا ہی کام ہے ۔ہمیں تبلیغ کرنی چاہیے اور نتیجہ خدا کے ہاتھوں میں چھوڑ دینا چاہیے کہ اُس کی خوشی ہے وہ جو بھی کرے۔

مغربی یورپ اور امریکہ میں بے پناہ ترقی کے بعد یا باوجود سولہویں صدی کے قدیم تعلیمات دوبارہ اُبھر رہی ہیں ۔زمانہ وسطی کا غیر مسیحی مذہب ابھی تک مغربی یورپ کو خوف زدہ کرتا ۔پاپائے روم نے دوبارہ 20ویں صدی میں دوبارہ آنکھ کھولنے کی کوشش کی ۔جرمنی فلاسفر جو جدید فلسفہ دانوں میں شامل ہیں فریڈرک نیٹشے واضح طور پر اپنی کتاب ''غیر مسیحی اقدار کا دوبارہ تشکیل پانا'' میں لکھتا ہے اور ان کو ظاہر بھی کرتا ہے ۔اپنی ایک اور کتاب'' اخلاقیات کی نسل یا نسب بندی'' میں نیٹشے واضح لکھتا ہے۔

''اس کوشش کی علامات جو ان خطوط میں لکھی ہیں جو تمام انسانی خطوط میں لکھے گئے ۔وہ روم یہودیہ کے خلاف اور یہودیہ روم کے خلاف ہیں ۔اس سوال اور کوشش سے زیادہ مشکل اور کچھ نہیں رہا یعنی ان دونوں میں اتنا بڑا تضاد ایک آدمی کا حق ہے کہ وہ انسانوں کے مستقبل اور نجات کو بغیر کسی شرط کے رومن اقدار کی اشرافیہ کی اقدار سے جوڑ سکتا تھا'' حوالہ نمبر 33

نیٹشے نے انکار کردیا کہ انسان خدا کی شبیہ پر ہے ۔''ڈارون کے بعد بالک بھی کسے انسان کو دیوتا یا روح سے اخذ کیے ہوئے پاتے ہیں ۔بلکہ انسان کی اصل حقیقت جانوروں سے ارتقاء ہے انسان کسی بھی طرح بھی اس کائنات کی کا تاج نہیں ہے بلکہ وہ دوسری سب مخلوقات کے برابر ہیں اور ان کی طرح کامل ہیں

۔

34 ایک نئے غیر مسیحی ماحول کو بیسویں صدی میں ظاہر کرنے کے لئے نیٹشے نے کہا

''تمہارا تمام رویہ جو فطرت کی طرف ہے ۔جس طرح سے ہم اس کی بے حرمتی کرت ہیں ۔مشینوں کی مدد سے اور نہ ختم ہونے والے اور نہ کسی کو ماننے والی دریافت کرنے کی جستجو جو تکنیکی اور انجیر کی مدد سے اس زمین کا حال کرتے ہیں وہ قابل شرم ہیں''

35 ۔ نتیجے کا غیر مسیحی، غیر سرمایہ دارانہ، غیر مسیحی مذاہب کا شرافیہ نظام بیسویں صدی میں سیاسی اور معاشی نظام کی ٹوٹ پھوٹ کا باعث بنا۔ اُس نے تمام نشانات کو خوش آمدید کہا جو ایک مردانہ جنگ کی عمر کو شروع کرنے کی طرف اشارہ تھے کہ دوبارہ ایسی صورت حال شروع ہو جس سے جنگ وجدل شروع ہو۔

36 یہ جنگ کی طرح کا زمانہ بیسویں صدی میں شروع ہوا اور اکیسویں صدی میں اس کے خاتمہ کا کوئی نشان سامنے نظر نہیں آتا۔ اس کی بجائے زمانہ وسطیٰ کے کیتھولک ازم، آرتھوڈکس ازم، یہودیت اور اسلام نے اس عقائد کو پھلنے پھولنے میں مدد کی۔

خدا اکیلا ہی ان خونی واقعات کو روک سکتا ہے اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ اُن ذرائع سے ہوگا۔ جنہوں نے دنیا کو باندھ کے رکھا ہے وہ سوبارہ نجات صرف ایمان کے ذریعے اور نجات کی انجیل کو دنیا میں دور دور تک پھیلنے میں مدد کرے گا۔ لیکن ہمارے مستقبل قریب کے بارے میں کیا ہونا ہے؟ خدا کے کیا منصوبے ہیں کیا یہ مزاہب کی جنگیں کم ہوں گی؟ ایک پُر امن معاشرہ قائم ہوگا۔ انسانی تہذیب آزاد ہوگی۔ کیا انجیل پاک کی دور دور تک اشاعت ہوگی۔ ہم اس پر ضرور یقین رکھتے ہیں کہ اُس کی بادشاہت ضرور پھلے پھولے گی۔ جسے اُس نے 2600 سال پہلے دانیل نبی سے کہا تھا کہ نجات ہاتھوں کے کام سے نہیں بلکہ صرف راستبازی اور ایمان سے ہے۔